تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر

قیمت فی پرچہ

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل

ہفتہ میں دوبار

قادیان

ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ مہر محمد خان

نمبر ۴۴ و ۴۵	مورخہ ۴/۷ دسمبر ۱۹۲۳ء	یوم سہ شنبہ / جمعہ	مطابق ۲۵/۲۸ ربیع الآخر ۱۳۴۲ء	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو جن کی تشریف آوری کے مفصل حالات اسی اخبار میں درج ہیں۔ ۵ر دسمبر مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے ٹی پارٹی دی۔ اور ایڈریس پیش کیا جس کے جواب میں جناب مفتی صاحب نے تقریر کی اور آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے تقریر فرمائی۔

جناب قاضی اکمل صاحب چند دن کے لئے اپنے وطن گولیکی تشریف لے گئے ہیں۔

۳ر تاریخ اچھی بارش ہوگئی۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب کی سات سال بعد قادیان میں آمد

عظیم الشان اور مخلصانہ استقبال

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور جناب مفتی صاحب کو مبارکباد

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب مبلغ اسلام یورپ و امریکہ ۴ر دسمبر ۱۹۲۳ء کو مغرب کے وقت بخیر و عافیت دارالامان پہنچ گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مجمع کثیر کے ساتھ سڑک کے موڑ کے قریب جناب مفتی صاحب کا استقبال کیا جناب موصوف نے حضور سے مصافحہ کرتے ہوئے دیر تک دست بوسی کی۔ اس وقت خوشی اور مسرت کے آنسو آنکھوں سے ڈھلک رہے تھے۔ عین اس وقت جب کہ جناب مفتی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔

اہلاً و سہلاً و مرحبا اور مبارکباد کے نعرے بلند ہوئے۔ حضور سے مصافحہ کرنے کے بعد دیگر احباب نے جناب مفتی صاحب سے مصافحے اور معانقے کئے۔ اسوقت عجیب فرحت انگیز سماں تھا۔ ہر ایک شخص یہ چاہتا تھا۔ کہ سب سے پہلے اس مجاہد اسلام سے مصافحہ کا شرف حاصل کرے۔ تمام احباب کے مصافحہ کرنے کے بعد جناب مفتی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ قادیان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور چلتے چلتے مختصر

حالات سفر

سناتے رہے۔ جہازی سفر کی متعلق جناب مفتی صاحب نے فرمایا۔ ایک دن سخت تکلیف میں گذرا۔ چھ دفعہ قے ہوئی۔ اسوقت خدا تعالےٰ سے دعا کی گئی۔ اسی حالت میں نیند آ گئی۔ میں نے دیکھا۔ کہ آسمان سے دو بہت بڑے ہاتھ اترے ہیں۔ جنہوں نے سمندر کو دبایا۔ جب آنکھ کھلی۔ تو سمندر میں بالکل سکون تھا۔ اور اس طرح معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا جہاز خشکی پر چل رہا ہے۔ یہی کیفیت سارے سفر میں رہی۔ جس پر کئی انگریزوں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ اس قدر صفائی کے ساتھ جہاز چل رہا ہے۔ کہ سمندری سفر کا لطف ہی نہیں رہا۔

آپ کے

بمبئی میں دو پبلک لیکچر

ہوئے۔ ایک انگریزی میں اور ایک اردو میں۔ سامعین نے جن میں ہندو اور پارسی بھی کثرت سے تھے۔ لیکچر بہت پسند کئے۔ اور اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ جاری رکھنے کی درخواست کی۔ لیکن چونکہ روانگی کا پروگرام پہلے مقرر ہو چکا تھا۔ اس لئے معذوری ظاہر کی گئی۔ دہلی میں بھی آپ کا لیکچر ہوا۔ جھانسی اور میرٹھ کے احمدی احباب بھی اپنے ہاں لیکچر کرانا چاہتے تھے۔ لیکن مرکزی حکم کے بغیر ٹھہرنا ممکن نہ تھا۔ اسلئے درخواست منظور نہ کی گئی۔

ریل میں ۳ دسمبر سخت بارش ہونے کی وجہ سے آپ حسب پروگرام کے مطابق روانہ نہ ہو سکے۔ یہی وجہ ہوئی۔ کہ ۳ دسمبر کی بجائے ۴ دسمبر کو دارالامان آئے۔ یہ مجمع عظیم جس کے آگے آگے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور جناب مفتی صاحب دو رویہ حلقہ کے اندر گامزن تھے۔ قادیان کے پرانے بازار کے رستہ مسجد مبارک کے پاس پہنچا جناب مفتی صاحب نے مسجد میں دو نفل ادا کئے اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور نے فرمایا۔ میں

دعا

کرتا ہوں احباب بھی شامل ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ مفتی صاحب کا آنا مبارک کرے۔ چنانچہ دعا کی گئی۔ پھر حضور سے اجازت لے کر مسجد میں حسب ذیل مختصر

تقریر جناب مفتی صاحب

نے فرمائی۔

احباب کرام سات سال کے عرصہ کے بعد عاجز واپس دارالامان آیا ہے۔ جو کچھ اس عرصہ میں ہوا اس میں سے کچھ آپ نے اخباروں میں پڑھا ہو گا۔ اس کے علاوہ کچھ اور بھی دکھ درد کے قصے ہیں۔ جو پھر کسی وقت بیان کروں گا۔ اس وقت میں دو کلمے آپ لوگوں کے شکریہ میں اس شاندار استقبال کے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔ جو میرا کیا گیا ہے۔

میں بہت سے ملکوں میں پھرا ہوں۔ اور اس سات سال کے عرصہ میں میں نے دنیا کے بہت سے شہروں کو دیکھا ہے۔ اس مدت میں میں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ اس کا لب لباب اور خلاصہ یہ ہے۔ کہ سوائے قادیان کے کہیں امن نہیں ہے۔ میں نے ہر جگہ پھر پھرا کر اگر امن پایا ہے۔ تو قادیان میں یا قادیان کے تعلق میں۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ میں مغرب یعنی یورپ کے ممالک میں بھی پھرا ہوں۔ اور امریکہ کے ممالک میں بھی اس سے میں نے جو نتیجہ نکالا ہے۔ وہ اختصاراً یوں ہے۔ کہ

مغرب جہنم ہے اور مشرق جنت

اور اس جہنم کو جنت بنا دینا سوائے حضرت مسیح موعود کی دعاؤں اور توجہ کے۔ پھر آپ کے خلفاء کی دعاؤں اور توجہ کے۔ اسی طرح آپ لوگوں کی دعاؤں اور توجہ کے ممکن نہیں۔ صرف مبلغ کچھ نہیں کر سکتے۔ جو کچھ کریں گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کی دعائیں ہی کرینگی۔ انہی کے ذریعہ وہ کامیاب ہونگے۔ اور مجھے بھی انہوں نے ہی کامیاب کیا۔

میں ایسا ضعیف البنیان انسان ہوں۔ کہ سمجھا کرتا تھا۔ مغربی ممالک میں میں ایک ہفتہ کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ اور میرے خیال میں بھی یہ نہ آتا تھا۔ کہ میں مغربی ممالک میں جا کر تبلیغ کر سکونگا۔ مگر اس عرصہ میں میری صحت قائم رہی۔ خدائے تعالےٰ نے مجھے کام کرنے کی توفیق دی۔ میں نے لمبے لمبے سفر کئے تنگ کوٹھریوں میں دن گذارے۔ میرے قتل کے جو منصوبے کئے گئے۔ وہ ناکام رہے۔ خدا تعالےٰ نے مجھے جماعتیں دیں۔ مسجدیں بنائیں۔ یہ سب کچھ معجزہ نما کام ہوا۔ مگر میرا معجزہ نہیں۔ بلکہ

محمود کا معجزہ

ہے۔ یہ اسی کا عزم تھا۔ جس نے مجھ سے یہ سب کچھ کرایا۔ اس کا عزم۔ اس کی توجہ۔ اس کی دعائیں۔ اور خدا تعالےٰ کا فضل جو اس پر نازل ہوا۔ اور اس کے ذریعہ ہم پر نازل ہوا۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ پس میں آپ صاحبان کا

شکریہ

ادا کرتا ہوں۔ اور اس خوشی میں۔ کہ خدائے

(بقیہ مضمون دیکھو صفحہ ۲۰ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۲۳ء

علاقہ ارتداد اور مولوی صاحبان

جناب چودہری فتح محمد خاں صاحب۔ ایم۔ اے امیر احمدی مجاہدین علاقہ ارتداد کی طرف سے اخبارات میں ایک اعلان شائع ہوا تھا۔ جس میں اس امر پر اظہار افسوس کیا گیا تھا۔ کہ "اب جب کہ اس میدان میں کام کرنے کا ٹھیک وقت اور خدا کے فضل سے کامیابی کی بہت کچھ امید ہے۔ مبلغین اسلام سے عام طور پر خالی پڑا ہے۔ ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کی تبلیغی جماعتیں ایک دوسرے سے گاؤں اور حلقوں کے متعلق جھگڑتی تھیں۔ لیکن اب جب کہ کارکنوں کی سخت ضرورت ہے۔ بالکل خاموش نظر آتی ہیں"

اس اظہار حقیقت کے ساتھ ہی آپ نے اسلامی انجمنوں سے یہ بھی درخواست کی تھی۔ کہ "علاقہ ارتداد میں کام کرنے والے تمام کارکنوں اور انجمنوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ اس مفید موقع کو ضائع نہ کریں۔ اور اپنی طاقتوں سے پورا کام لے کر اس فتنۂ دلخراش کا خاتمہ کر دیں۔ تاکہ اس کے بعد آریوں کو اسلام پر حملہ کرنے کی جرأت نہ پیدا ہو۔ اور دشمن ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائے"

ان الفاظ کو پڑھ کر کوئی معقول پسند انسان یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ کسی قسم کی بدنیتی یا اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے لکھے گئے ہیں۔ بلکہ یہی کہے گا۔ کہ ایک دردمند اور اسلام کی محبت رکھنے والے دل نے مسلمانوں کو موقع کی اہمیت جتلاتے ہوئے اپنی تبلیغی کوششوں کو پُر زور بنانے کے لئے مخلصانہ مشورہ دیا ہے۔ لیکن کس قدر حیرت اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ جمعیۃ تبلیغ کے نائب ناظم مولوی عبدالحی صاحب نے نہ صرف اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت سمجھی۔ بلکہ شرافت اور تہذیب سے گرے ہوئے اور مولویانہ شان کو بٹہ لگانے والے عنوان "قادیانی مبلغوں کی شرارت" سے اخبارات میں مضمون شائع کرایا ہے۔ جیسا کہ ۲۰ نومبر ۲۳ء کے اخبار "سیاست" میں درج ہوا ہے۔ اس میں یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ "جمعیۃ تبلیغ اسلام صوبہ آگرہ اودھ کے مبلغین علاقہ ارتداد میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں" اور دوسری انجمنوں کے متعلق باوجود اپنی ناواقفیت کا اعتراف کرنے کے یہ لکھتے ہوئے۔ کہ "ان کے مبلغین بھی ہر جگہ کام کر رہے ہیں" جناب چودہری صاحب موصوف سے یہ مطالبہ کیا ہے۔ کہ

"میں اس صاحب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ براہ کرم ان مواضعات کی ایک فہرست دفتر جمعیۃ تبلیغ الاسلام میں روانہ فرماویں۔ جو مواضعات یا علاقہ ارتداد ان کے خیال میں انجمنوں کے مبلغوں سے خالی ہیں۔ تاکہ وہاں اگر ضرورت ہے تو کام شروع کرنے کی کوشش کی جائے"

اس کے علاوہ احمدی مبلغوں کے متعلق یہ شکایت کی ہے۔ کہ وہ لوگوں کو بھڑکا کر جمعیۃ کے مبلغوں کو گاؤں سے نکلوا دیتے ہیں۔ اور خود اس گاؤں پر قبضہ کر لیتے ہیں۔

اس کے جواب میں جناب چودہری صاحب نے جو مضمون لکھ کر ارسال فرمایا ہے اسے درج کرنے سے قبل ہم مولوی عبدالحی صاحب کی توجہ ان الفاظ کی طرف دلاتے ہیں۔ جو روزانہ اخبار مبلغ دہلی (۲۴ نومبر) نے ان کا مضمون شائع کرتے ہوئے لکھے ہیں۔ اور جو یہ ہیں۔

"میں اپنے برادر مکرم سید عبدالحی صاحب کو توجہ دلاتا ہوں کہ حلقہ ارتداد میں واقعی بہت سی جگہ ایسی ہیں۔ جو اسلامی مبلغین سے خالی ہیں"

کیا یہ وہی بات نہیں۔ جس کے کہنے پر مولوی عبدالحی صاحب نے جناب چودہری فتح محمد خاں صاحب۔ ایم۔ اے کے متعلق غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے شرافت کو بھی بالائے طاق رکھ دیا۔ اور کیا اخبار مبلغ کا یہ بیان جناب چودہری صاحب کے بیان کی حرف بحرف تصدیق نہیں کر رہا۔ اور مولوی صاحب کے اس دعویٰ کو کہ ان کی جمعیۃ کے مبلغین علاقہ ارتداد میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں نہیں جھٹلا رہا۔

کاش یہ لوگ خیالات اور واقعات پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے مفید مشوروں کو قبول کرنے کی عادت ڈالیں۔ اور ضد اور تعصب کی وجہ سے صداقت کا انکار کر کے اپنے آپ کو لوگوں کے لئے اور زیادہ وجہ تمسخر نہ بنائیں۔

مکرم چودہری صاحب لکھتے ہیں۔

مولوی عبدالحی صاحب نائب ناظم جمعیۃ تبلیغ الاسلام نے اخبارات میں ایک مراسلہ شائع کرایا ہے۔ جس میں مجھ سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ میں وہ مقامات بتاؤں جو خالی پڑے ہیں۔ اس کے متعلق گذارش ہے۔ کہ میں نے مندرجہ ذیل علاقوں کو متھرا کے دورہ پر خالی پایا۔

اوندھی نہایت اہم گاؤں ہے۔ کیونکہ یہاں کے لوگ ہوشیار تعلیم یافتہ اور باثر ہیں۔ اس گاؤں کا ایک حصہ مرتد ہو چکا ہے۔ یہاں خدام صوفیا کام کرتے تھے مگر وہاں کے لوگوں سے گفتگو پر معلوم ہوا۔ کہ مدت سے یہ لوگ چلے گئے ہیں۔ اور اب واپس آنیکی امید نہیں۔

برادلی ایک گاؤں ہے جو اوندھی سے قریب ہے۔ تمام مرتد ہو چکا ہے۔ اور اس وقت خالی پڑا تھا۔

اسی طرح مادری کنڈ جو تمام کا تمام مرتد ہو چکا ہے خالی پڑا ہے۔ حسن پور ضلع آگرہ میں جب کہ جمعیۃ دعوت و تبلیغ کے مبلغ کو مار پڑی ہے۔ وہاں کوئی شخص غالباً دورہ کے لئے بھی نہیں گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ وہاں کے ملکانے دشمنوں کی بڑھی ہوئی طاقت کے رعب میں آکر سب کے سب مرتد ہو گئے ہیں اور اب گاؤں کے قبرستان میں ہل چلایا جا رہا ہے گویا کہ مسلمانوں کو اب زیر زمین بھی امن نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جمعیت دعوت و تبلیغ کی طرف سے اس کے متعلق کاروائی کرنی چاہیئے تھی۔ مرتد ملکانے ساتھ دینے کے لئے طیار ہیں۔ اگر یہ نہ بھی ہو۔ تو بھی قبرستان کی حفاظت ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ اسی طرح جب میں نوگاؤں میں گیا۔ تو خدام صوفیا کا کوئی مبلغ

وہاں حاضر نہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب جو وہاں کے لئے مقرر ہیں۔ دس دن سے غیر حاضر تھے۔ لوگوں نے مجھے تبلایا۔ کہ ان کا باورچی یہاں رہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب سے دریافت کیا جائے۔ کہ کتنے دنوں کی غیر حاضری کے بعد نو گاؤں پہنچے۔ اس سے معلوم ہو جائیگا۔ کس گرم جوشی اور انتظام سے کام ہو رہا ہے اسی طرح ضلع متھرا کی تحصیل ماٹ کے کئی گاؤں خالی پڑے ہیں۔ اسی طرح موضع مجرم پور اور موضع سکرارا جو مرتد ہو چکے ہیں۔ یا تو بالکل خالی ہیں۔ یا وہاں کے مبلغ عموماً غیر حاضر رہتے ہیں۔

میری طرف سے اخبارات میں جو نوٹ شائع کیا گیا تھا۔ اس کی یہی غرض تھی۔ کہ مولوی عبد الحی صاحب اور جمعیۃ العلماء جو اب بغداد میں تبلیغ الاسلام کی خوابیں دیکھ رہے ہیں۔ ان کو اطلاع ہو جائے اور یوں تو بیسیوں انجمنیں ہیں۔ کس کس کو اطلاع کریں۔ اگر مولانا صاحب نے کوئی مسلم انفرمیشن بورڈ قایم کی ہوئی ہے۔ تو اس کا مجھے علم نہیں۔ آئندہ اگر ایسا انتظام کر دیا جائے۔ تو بیشک ایسی خبریں جو اسلامی وقار کے خلاف ہوں۔ اخبارو نمیں شائع نہیں ہونی چاہئیں

پھر اس شکایت میں بندہ اکیلا نہیں۔ بلکہ مولوی محمد یعقوب خاں بی۔ اے جنتر انجمن دعوت و تبلیغ بھی میرے ساتھ شامل ہیں۔ اور اخبار وکیل کے ۱۴؎ کالم میں اسی تاریخ پر مولوی محمد یعقوب خاں صاحب کی شکایت بھی شائع ہوئی ہے۔ اور میں ناظرین کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں نے مولوی محمد یعقوب خانصاحب کے علم یا مشورہ سے نوٹ نہیں لکھا۔ اور ایسا توارد بغیر واقفیت کے ہونا ناممکن ہے۔

اسکے بعد مولوی سید عبد الحی صاحب نے احمدی کارکنوں پر یہ الزام لگایا ہے۔ کہ ہم نے موضع بھون پر وہاں کے مبلغ کی غیر حاضری میں قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ چونکہ ایسے الزامات ہم پر متواتر لگائے جا رہے ہیں۔ اس لئے میری رائے میں اس موضع کے معاملہ کے متعلق ایک ثالث کمیشن مقرر کر دیا جائے۔ تاکہ حقیقت معلوم ہو جائے۔ اگر مولوی صاحب نے ایسے کمیشن کے معاملہ سپرد کرنے سے پہلو تہی کی۔ تو پبلک کو سمجھ لینا چاہئیے۔ کہ ایسے اتہامات محض جھوٹ اور کسی اندرونی جلن کا نتیجہ ہیں

اب بعض ان گاؤں کی فہرست دیتا ہوں۔ جہاں ہمارے مبلغ کام کر رہے تھے۔ کہ دوسری انجمنوں نے بھی وہاں کام شروع کر دیا۔ حالانکہ کثرت سے دوسرے گاؤں خالی پڑے ہیں۔ صالح نگر میں ہم لوگ سب سے پہلے گئے اور سکول جاری کیا۔ جو اب تک جاری ہے لیکن مولوی صاحبان نے وہاں ایک دوسرا اسکول کھلوا دیا۔ اس بہانہ سے کہ راسخ العقیدہ ملکانہ لوگ احمدی عقاید کو پسند نہیں کرتے۔ اب صالح نگر میں دو سکول ہیں حالانکہ ساپور خالی پڑا ہے۔ جو صالح نگر کے پاس ہی ہے اس کے متعلق بھی تحقیق کیجائے کہ یہاں ہم پہلے گئے یا مولوی عبد الحی صاحب۔ یہ گاؤں چھوٹا ہے اور ایک سے زیادہ سکول کی برداشت نہیں رکھتا۔ مگر مولوی صاحب خواہ مخواہ دخل اندازی کر رہے ہیں۔

بھوپت پور۔ لوہاری۔ گڑھی۔ گھنو کا نگلہ گوہٹیہ یہ ضلع ایٹہ کے گاؤں ہیں۔ یہاں ہم لوگ شروع اپریل سے کام کر رہے ہیں۔ ۳ یا ۴ ماہ سے دیوبندی اور جمعیۃ العلماء کے لوگ وہاں پہنچ گئے ہیں۔ اس وقت سے ان گاؤں سے ہمارے نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ گویا ہر ایک گاؤں میں اس طرح سے اسلامی طاقت اور روپیہ برباد کیا جا رہا ہے حالانکہ راجپوتوں کے دوسرے درجنوں گاؤں ضلع ایٹہ میں خالی پڑے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ جس گاؤں سے ہم لوگ مولوی صاحبان کی وجہ سے تنگ ہو کر چلے جائیں وہ گاؤں چند دن کے بعد خالی کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح موضع کوسمہ ضلع مین پوری سے ہمیں نکالنے کی کوشش کی گئی۔ اور ناکام رہے۔ لیکن علی پور کھیڑا سے ہمارے آدمیوں کو نکلوا دیا گیا ہے۔ اور اسیطرح ضلع فرخ آباد میں ہمارے خلاف اشتہار اور رسالے شائع کئے گئے۔ اور ہر ایک گاؤں سے ہمیں نکالنے کی کوشش کی گئی گو اکثر مولوی صاحبان اب تک ناکام رہے ہیں۔ پبلک کو چاہئیے۔ کہ یا تو ان امور کے متعلق تحقیقاتی کمشن مقرر کرے اور اس طرح ایک آخری فیصلہ کرے۔ اور یا طرفین کی شکایات کی پرواہ نکریں

واقعہ یہی ہے۔ کہ شدھی کی رو نرم ہوتے ہی مولوی لوگ آریوں کو چھوڑ کر ہمارے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ اور اس سے خطرہ جو دب گیا تھا۔ اب پھر مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔ اور آریوں نے پھر ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے ہیں۔

آخر میں میں اسبات کی تشریح کر دینا چاہتا ہوں کہ مجھے جمعیۃ مرکز کے خلاف کوئی شکایت نہیں۔ لیکن افسوس کہ سید عبد الحی صاحب نے کبھی کبھی ہمیں نقصان پہنچانے سے دریغ نہیں کیا۔

(فتح محمد خاں سیال۔ ایم۔ اے۔ امیر احمدی مبلغین۔ آگرہ)

آریہ ہندوؤں کی منظر ہیں

آریہ اخبارات ہمارے خلاف اس قسم کے اعلانات بڑے طمطراق سے شائع کرتے رہتے ہیں جو غیر احمدی مولوی تعصب اور عداوت کی وجہ سے ہمارے متعلق شائع کرتے ہیں۔ اس سے آریوں کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ مسلمانوں میں ہماری وقعت کم کریں۔ مگر ہم نے کب فتنوی باز مولویوں اور فتنہ انگیز ملانوں کی حمایت اور تائید حاصل ہونیکا دعوےٰ کیا ہے۔ کہ آریوں کو اس کے خلاف مصالح بہم پہنچانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ہم تو خود ایسے مولویوں کے مظالم اور ستم رانیوں کو ہمیشہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور یہی امر حق پسند اصحاب کو سلسلہ حقہ کی طرف متوجہ کرنے کا ایک باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ جب وہ دیکھتے ہیں۔ کہ غیر تو غیر اسلام کے مدعی بھی ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور مخالفت میں صرف کرنے اور دن رات ہمارے خلاف منصوبے باندھنے کے باوجود ہمارے مقابلہ میں ناکامی اور نامرادی کے سوا کچھ نہیں حاصل کر سکتے۔ اور احمدیت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ تو ان کو ماننا پڑتا ہے۔ کہ یہ خدا کی خاص نصرت اور تائید کا نتیجہ ہے۔ کہ مخالفین احمدیت کی ساری کوششیں رائگاں جاتی۔ اور ان کے تمام منصوبے خاک میں ملتے ہیں۔ پس آریوں کی یہ چال حقیقت شناس اصحاب کے نزدیک قطعاً کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ لیکن باوجود

سکے اگر ہمارے مخالفین کی مخالفانہ کارروائیوں سے آریہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ ہم اسلام کے سچے اور صحیح خادم مقام نہیں ہیں تو کیا ان کو وہ باتیں بھول گئی ہیں و سناتن دھرمی ہندو ان کے خلاف آجتک بیان کے انہیں ہندو مذہب سے خارج قرار دے رہے یں۔ اگر گزشتہ حالات اور واقعات کو آریہ صاحبان ھلا بیٹھے ہوں تو ایک تازہ واقعہ ان کے سامنے یش کیا جاتا ہے۔ جو مدورا (مدراس) کی آریہ سماج ے سیکرٹری کی طرف سے حال میں اخبارات میں شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے۔

"دو دن ہوئے جبکہ آریہ سماجی ورن آشرم دھرم پر لیکچر دے رہے تھے۔ تو پرانے خیال کے برہمنوں کو جوش آگیا۔ اور انھوں مشتعل ہوکر مقرروں پر پتھروں کی بارش شروع کردی" (ہندو ۲۵ نومبر)

ر یہ واقعہ صحیح ہے تو ہم پتھر مارنے والوں کے عل کو مستحسن نہیں کہیں گے۔ خواہ انھوں نے آریہ لیکچراروں کے اشتعال دلانے اور حسب عادت درشت می کرنے پر ہی کیا ہو۔ لیکن آریوں سے یہ ضرور یافت کرینگے کہ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں کہ ہندو ھرم کے اصل پیرو آریوں کو ہندو مذہب سے خارج سمجھتے اور انکی باتوں کو سخت نفرت و حقارت کی نظر سے یکھتے ہیں۔ اور جبکہ اصل ہندوؤں کا انکے متعلق خیال ہے۔ تو انہیں دیگر مذاہب کے لوگوں کو ویدک ھرم میں داخل کرنے سے قبل اپنے آپ کو اس دھرم ے پیرو ثابت کرنے کا فیصلہ کرلینا چاہیئے۔

کیا آریہ اخبارات ملاپ وغیرہ جنھیں ہمارے اسلام فکر لگی رہتی ہے اپنے آپ کو ہندو ثابت کرنے ر ویدک دھرم کے اصلی مدعیوں سے اپنے ہندو ہونے رٹیفکیٹ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

اگر انھوں نے اس طرف توجہ نہ کی۔ تو باوجود ن کے دعاوی پرستاری وید کے ان کو سناتن دھرمی پنے پاس نہیں پھٹکنے دیں گے۔ اور اس کا جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے۔

ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی اور اتحاد

لاہور میں اتفاق و اتحاد پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا لیکچر ہوا۔ اس پر رائے زنی کرتا ہوا "پیغام صلح" رقمطراز ہے

"اس سلسلہ میں ہم میاں صاحب کو یہ یاد دلانا چاہتے ہیں۔ کہ جہاں وہ ہندو و مسلم اتحاد کے لیئے کوشش کرتے ہیں۔ اور تدابیر سوچتے ہیں وہاں کیا انھوں نے کبھی اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں میں بھی صلح کی کوشش کی۔"

پھر لکھا ہے۔

"اب میاں صاحب غور فرمائیں کہ ہندوؤں کے ساتھ صلح کرنے سے پہلے خود اپنے بھائیوں سے صلح کرنا کسقدر ضروری ہے"

ہم خوش ہیں کہ ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی بھی ہم سے اتحاد کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ ایسی خوش کن صدا ہے کہ امام جماعت احمدیہ اس امر پر ضرور غور فرمائیں گے۔ مگر ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ معاصر پیغام صلح ذرا تفصیل سے اس امر پر روشنی ڈالے کہ غیر مبایعین کے ذمہ وار حضرات کس امر میں۔ اور کن شرائط پر صلح کرنا چاہتے ہیں۔ اگر اخبار میں یہ بحث پسند نہ خیال کی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ان تفصیلات سے بذریعہ خطوط حضرت امام جماعت احمدیہ کو مطلع کر دیا جائے۔

ہم پیغام صلح کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں کے متعلق اپنے دل میں خاص درد اور اسکے ساتھ محبت بھی رکھتے ہیں بڑی خوشی سے اتحاد کی تجویز پر غور فرمائینگے۔

ہندوؤں کی مسلمانوں کو دھمکی

مسلمان دیکھیں اور غور کریں کہ ہندو انکو ہندوستان سے بیدخل کرنے اور نکال دینے کے لئے کیسے کھلے الفاظ میں دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ہندوستان کی سرزمین پر جیسے ہندوؤں کے حقوق ہیں۔ ایسے ہی مسلمانوں کے بھی ہیں۔ اور جس طرح ہندو یہ گوارا نہیں کرتے کہ ان کے کسی مذہبی معاملہ میں خواہ کسی پیپل کی ٹہنیاں ہی کیوں نہ ہوں کوئی دخل دے۔ اسی طرح مسلمان بھی یہ برداشت نہیں کرسکتے۔ کہ ان کے کسی مذہبی حق میں کوئی دست اندازی کرے۔ یا اس میں کسی قسم کی روکاوٹ ڈالے لیکن ہندوؤں کے حوصلے اسقدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ وہ علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ مسلمان یا تو گائے کو ذبح کرنا چھوڑ دیں۔ یا ہندوستان سے نکل جائیں۔ چنانچہ آریہ اخبار ملاپ ۲۲ نومبر لکھتا ہے۔

"مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے کا حق حاصل ہے بلکہ ان کو اپنے گلے کاٹنے کا بھی حق حاصل ہے۔ لیکن یہ حق ہندوستان کے اندر نہیں مل سکتا ہاں عرب کے ریگستان میں ضرور مل سکتا ہے۔ اگر انھوں نے اپنے اس حق کا لازمی طور پر استعمال کرنا ہے تو ان کے لیئے صحرائے اعظم کا راستہ کھلا ہے۔ وہاں جگہ بھی بہت ہے۔ وہاں پہنچ کر اس قسم کے حقوق کا استعمال کرنے سے انہیں کوئی روکنے والا بھی نہ ہوگا۔"

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب گورنمنٹ انگریزی کے ہوتے ہوئے ہندو مسلمانوں کو اس قسم کی دھمکیاں دے سکتے ہیں۔ تو جب سوراجیہ حاصل ہوگا۔ اس وقت کیا کچھ نہ کریں گے۔ وہ وقت تو جب آئیگا دیکھا جائے گا۔ مگر اب تو انگریزوں کی حکومت ہے۔ جسمیں مسلمانوں کو اسی طرح اپنے حقوق سے فائدہ اٹھانیکا حق ہے جس طرح کسی اور کو۔ اسلیئے ہندوؤں کی اس قسم کی دھمکیاں بالکل فضول اور لغو ہیں۔ اسطرح مسلمان نہ بھی پہلے ڈرے ہیں اور نہ اب ڈر سکتے ہیں۔ وہ اپنے حق کو استعمال کرینگے۔ اور اسی ہندوستان میں رہتے ہوئے استعمال کریں گے۔ جہاں صدیوں سے ان کے آباء و اجداد نے حکومت کی۔

کچھ بھی ہو۔ اس بات سے یہ تو ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے متعلق کیا کیا مخفی ارادے ہیں۔ کیا ان ارادوں سے آگاہ ہونا اور آئندہ کے لیئے چوکس ہونا مسلمانوں کا فرض نہیں۔؟

مکتوبات امام

مرسلہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے

چند سوالات کے جواب

ایک صاحب نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات حضرت اقدس سے بذریعہ اخبار دریافت کیے ہیں اور اپنا نام و پتہ نہیں لکھا اسلیئے انکو شائع کر دیا جاتا ہے +

(۱) ایک احمدی مسلمان ایک کو ذاتی مال منقولہ یا غیر منقولہ کا نقصان پہنچاتا ہے۔ آیا اسکو امام نماز بنانا جائز ہے یعنی اس کے پیچھے نماز جائز ہے۔

جواب۔ امامت کثرت رائے پر ہوتی ہے اگر ایک جماعت کے لوگ کثرت رائے سے کسی کو امام بناتے ہیں تو پڑھنی چاہیئے

(۲) ایک احمدی اپنا کاروبار سودی روپیہ لیکر چلاتا ہے۔ کیا اسکے پیچھے نماز پڑھنی شرعاً جائز ہے۔

جواب ایسا شخص جو سود پر روپیہ دیتا ہے اس کے پیچھے تو بالصراحت نماز جائز نہیں۔ جو شخص روپیہ قرض لے کر سود ادا کرتا ہے احادیث میں اسکو اسکے برابر قرار دیا گیا ہے جو سود لیتا ہے۔ لیکن چونکہ قرآن شریف کے الفاظ کے معنوں میں اختلاف کیا گیا ہے اور اسلیئے کہ ایک شخص مشکلات میں مبتلا ہو کر ایسا کرتا ہے گو کمزوری ایمان ہے مگر اس کا نقص اس حد تک نہیں پہنچا ہوا ہے۔ قرآن کریم کے ادب کو مد نظر رکھتے ہوئے میں اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کو حرام نہ کہوں گا اگر کسی صورت میں نماز پڑھ لی جائے تو میں مکروہ قرار دوں گا۔ باطل نہیں۔ بشرطیکہ لوگوں کو علم ہی نہ ہو تو کوئی بات نہیں۔

(۳) ایک سیکرٹری لوبات اسکی حسب مرضی ہو وہ رپورٹ میں لکھتا ہے اور جو اسکی مرضی نہ ہو وہ نہ لکھے تو کیا وہ سیکرٹری ہونے کا مجاز ہے +

جواب سیکرٹری تو جماعت بناتی ہے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو جماعت اسکو ہٹا کر دوسرا بنا سکتی ہے +

(۴) ایک شخص احمدی کا لڑکا بالغ جو مسیح موعود کو جھوٹا نبی تصور کرتا ہے اور مسیح موعود کو برا جانتا ہے آیا اسکو عاق لکھنا اور کلی جائداد سے بیدخل کرنیکا حکم ہے یا دخل دینے کا حکم ہے۔

جواب اس میں حکم کا تعلق نہیں۔ ایک شخص جو ہم سے عقیدہ میں اختلاف رکھتا ہے۔ اس سے ہمیں لڑائی کی کوئی وجہ نہیں۔ جس طرح غیر احمدی باپ کا وارث احمدی بیٹا ہو سکتا ہے اسی طرح احمدی باپ کا غیر احمدی بیٹا وارث ہو سکتا ہے۔ غیر مذاہب والوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا ہے۔ فقہاء نے مختلف فتوے دیئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کافر مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے اور بعض کہتے ہیں نہیں اور اسکی بنا انھوں نے بعض احادیث پر رکھی ہے لیکن میرے نزدیک یہی بات ہے جو میں نے بتائی +

رشوت کسے کہتے ہیں

ایک صاحب کو حضور نے رشوت کی تعریف لکھائی "وڈھی" (رشوت) اس رقم کو کہتے ہیں جو کسی ایسے شخص کو دی جائے کہ جس کے ہاتھ میں کسی امر کا فیصلہ ہوتا ہے جس کے ساتھ دوغیر شخصوں کے فوائد وابستہ ہوتے ہیں۔ جو رقم کہ اس غرض کیلئے دی جاتی ہے کہ وہ شخص اس امر میں فیصلہ کرتے وقت اس روپیہ دینے والے کی تائید کرے اور اسکے حق میں کلی طور پر یا جزئی طور پر فیصلہ دیدے۔ وہ رشوت ہوتی ہے۔

پنجابی میں وڈھی اسکو کہتے ہیں۔ در حقیقت اس لفظ میں بھی اسی معنے کی طرف اشارہ ہے۔ وڈھی سے مراد کاٹ دینا ہے جو دوسری طرف سے کاٹ کر اسکو اس طرف لے آتی ہے۔ گویا مجسٹریٹ کی قوت مقاومت جو ہوتی ہے اسکو یہ قطع کر دیتی ہے۔ وہ حق پر قائم نہیں رہ سکتا۔ ادھر ڈھلک جاتا ہے۔ یہ چیز مطلق حرام ہے۔

اور محنتانہ اصل میں تو اس حق الخدمت کو کہتے ہیں جو کہ کسی کام کرنے والے کو دیا جاتا ہے لیکن آجکل لوگوں نے اس لفظ کو ایک نئی اصطلاح بنا لیا ہے سرکاری ملازم کسی کا کام کر دینے کے بعد جو رقم وصول کرتے ہیں اسکا نام انھوں نے محنتانہ رکھ لیا ہے۔

اگر بلا کسی سمجھوتہ کے خواہ وضاحتاً ہو یا اشارةً اور کرایہ کسی ایسے کام کے متعلق جس میں دوسروں کو نقصان نہ پہنچتا ہو اگر کوئی رقم کسی سرکاری کارکن کو دیدی جائے تو وہ رشوت کی تعریف کے ماتحت نہیں آئیگی۔ ہاں اکثر حالات میں چونکہ ایسی رقوم افسروں کے اخلاق کے بگاڑنے کا موجب ہو جاتی ہیں اسلیئے اس سے حتی الوسع پرہیز کرنا چاہیئے۔ بعض ایسی بھی صورتیں ہو جاتی ہیں کہ بعض سرکاری کارندے کسی کا حق تلف کیئے بغیر زائد وقت خرچ کر کے اور محنت کر کے کسی شخص کا کوئی کام کر دیتے ہیں ایسے وقتوں میں اگر کچھ رقم دیجائے اور وہ سرکاری قانون کے خلاف نہ ہو تو وہ اخلاق حسنہ کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہوگی +

ایک ہندو کا سوال

خدا کہاں سے پیدا ہوا

یہ شبہ کہ جب دنیا کو خدا نے پیدا کیا تو خدا کو کس نے پیدا کیا۔ یہ اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کی ایک دلیل پہلے اپنے پاس سے بنائی گئی ہے جو درحقیقت دلیل نہیں ہے اور پھر اس دلیل سے مجبور ہو کر یہ سوال بھی پیدا ہو گیا کہ خدا کو کس نے پیدا کیا۔ آپ نے جس دلیل کی وجہ سے خدا کو مانا ہے وہ دلیل خدا کی ہستی کی ہی نہیں بلکہ وہ دلیل تو دہریئے خدا کے خلاف پیش کیا کرتے ہیں۔

آپ ایسے علاقہ کے رہنے والے ہیں جس میں علم کا چرچا ہے۔ بلکہ بنگال ہندوستان کا سر کہلاتا ہے۔ پھر ایسی قوم سے تعلق رکھنے والے ہیں جو علم میں خاص طور پر ترقی یافتہ ہے۔ آپ کو غالباً دہریوں کے خیالات معلوم ہوں گے جس نے دہریت کی بنیاد رکھی ہے وہ اپنی کتاب

First Principles

میں اس دلیل کو استعمال کر کے خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کرتا ہے۔ یاد رہے لفظوں میں اسکی اصطلاح کے مطابق یہ کہ خدا کی ہستی کے متعلق شبہات یا شکوک پیدا کرتا ہے

کیونکہ وہ صریح طور پر ہستی باری کا انکار کرتے ہوئے ڈرتا ہے اس لئے بنیاد ہی یہ رکھی ہے کہ جب دنیا میں ہر چیز کسی کی مخلوق ہے تو خدا کا بھی پیدا کرنے والا بھی ہونا چاہیئے۔ اس دلیل سے ایک خدا کے ماننے والوں کے دلوں میں وہ شبہت پیدا کرنا چاہتا ہے گو وہ خدا کی ہستی کا قائل ہے اور اسکی ہستی اسکے سامنے آتی رہتی ہے۔ اس کے بعد وہ آپ ہی پھر یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ اس ہستی کو کس نے پیدا کیا۔ اس کا جواب دیتا ہے کہ آخر کسی جگہ تو بات ختم ہوتی ہے کہ اسکو کسی نے پیدا نہیں کیا۔ خدا پرستوں کی طرف سے یہ دلائل پیش کر کے پھر وہ آخر میں یہ شبہ پیش کرتا ہے کہ جب آخر میں جا کر یہ بات ختم ہوگی تو میں پہلے ہی کیوں نہ کہدوں کہ کسی چیز کو بھی کسی نے پیدا نہیں کیا۔ اگر اپنے خیالات کو ادھر ادھر دوڑا کر پھر اس نتیجہ پر پہنچنا ہے تو کیا ضرورت ہے اتنا لمبا چکر لگانے کی۔ شروع سے ہی یہ مان لو کہ دنیا کسی نے پیدا نہیں کی۔

یہی دلیل آپ کے ذہن میں خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں سب سے پہلی جو دلیل کہ دہریوں کے لئے خدا تعالیٰ کے انکار کے لئے ایک ہتھیار کا کام دیتی ہے۔ وہ آپ کو خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین کیونکر دلا سکتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ دلیل نہایت ہی بیہودہ اور کمزور ہے کہ ہر چیز کا کوئی خالق ہوتا ہے اس سے زیادہ باطل اور خلاف عقل بات کوئی نہیں ہو سکتی۔ جو شخص بھی یہ بات پیش کرتا ہے وہ تکلف سے کہتا ہے اور ضرور اس کے دل میں یہ شبہ پیدا ہوگا کہ پھر خدا کا کوئی خالق ہونا چاہیئے۔ اول تو اس قسم کی دلیلیں جن میں قیاس سے کام لینا پڑتا ہے قطعی اور یقینی ہوتی ہی نہیں۔ اور ہم لوگوں کے ایمان کی بنیاد اس قسم کے دلائل پر نہیں گو یہ دلیل تو ایسی ہے کہ بسیر قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر یہ دلیل درست ہو تو ضرور ہے کہ پھر یہ سوال بھی پیدا ہو کہ خدا کو کس نے پیدا کیا۔ مگر بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اور خدا کے نبیوں نے اس دلیل کو ہرگز پیش نہیں کیا اور جو دلیل وہ پیش کرتے ہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا اور اس سے قطعاً یہ شبہ نہیں پیدا ہوتا کہ خدا تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا۔ گو جیسا کہ میں نے کہا ہے یہ بھی اس لئے کہ وہ قیاسی دلیل ہے۔ وہ یقینی قطعی دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مگر پھر بھی وہ ایک حد تک دلیل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک چیز جو اپنی ہستی کے قیام کے لئے دوسری چیز کی محتاج ہے وہ بغیر کسی خالق کے نہیں ہو سکتی۔ اب اس دلیل کو دیکھو خدا تعالیٰ ایسی ہستی نہیں ہے کہ اسکے لئے کسی خالق کی ضرورت ہی ہو۔ کیونکہ وہ اپنے قیام کے لئے دوسری چیز کا محتاج نہیں۔

پس غلط دلیل کا یہ نتیجہ ہے کہ آپ کے دل میں اس قسم کے شبہات پیدا ہوتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے مذہبی لیڈروں سے پوچھا ہے اور کسی نے اسکا جواب نہیں دیا۔ میں تو حیران ہوں کہ وہ مذہبی لیڈر کیسے تھے۔ کہ وہ جس بات کا جواب نہیں دے سکے وہ دلیل ہی نہیں۔ ایک شخص جو کسی مذہب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اسکے ادنیٰ ایمان کی یہ علامت ہے کہ اسکو ہستی باری تعالیٰ کے دلائل معلوم ہوں۔ اور اگر وہ اتنا بھی نہیں جانتا تو وہ جھوٹا اور منافق ہے وہ ہرگز کسی مذہب کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہیں کر سکتا۔

میں نے ابھی بتایا تھا کہ قیاسی دلائل یقین اور وثوق نہیں پیدا کر سکتے۔ اور یہ کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے یقینی اور قطعی دلائل اور موجود ہیں اور اس کی صفات اور اس کے ازلی ابدی ہونے پر وہ ایک یقینی شہادت ہیں۔ وہ دلائل کیا ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زندہ ثبوت خدا تعالیٰ کے نشانات اور اسکی آیات ہیں جو وہ وقتاً فوقتاً ظاہر کرتا رہتا ہے۔ وہ اپنی قدرت نمائی سے اپنے وجود کا پہلے ثبوت دیتا ہے اور اپنے کلام کے ذریعہ سے اپنی صفات کو ظاہر کرتا ہے۔ پس جو کچھ وہ خود اپنی نسبت بتاتا ہے کہ میں یہ ہوں اسکے بعد اسکے متعلق کسی بندہ کے دل میں کوئی شک نہیں پیدا ہو سکتا۔

فضیلت مسیح پر گفتگو

چند دن ہوئے عیسائیوں کے مشہور واعظ احمد مسیح صاحب سے دہلی میں فضیلت مسیح کے مسئلہ پر قریباً پانچ گھنٹے گفتگو ہوئی۔ پہلی دفعہ پادری صاحب کے ۳۰ منٹ تقریر کرنے کے بعد دس دس منٹ مقرر ہوئے۔ اس مباحثہ میں سے چند باتیں افادہ ناظرین کے لئے ذیل میں بعنوان پادری و احمدی درج کرتا ہوں۔

پادری۔ مسیح کی فضیلت دیگر انبیاء پر قرآن مجید سے ثابت ہے

احمدی۔ آپ کو چاہیئے کہ آپ انجیل سے ثابت کریں ورنہ آپ ہم سے انجیل نہیں منوا سکتے۔ جس کتاب سے ہمیں منوائیں گے اسی کتاب کو ہم بھی تسلیم کریں گے۔

پادری۔ (سورۃ آل عمران کا رکوع پڑھ کر) دیکھو اس رکوع میں حضرت مسیح کے خاندان کی بریت اور ان کے لئے پہلے سے دعاؤں کا ہونا۔ پھر آپ کی والدہ کا حضرت زکریا علیہ السلام جیسے شخص کا متکفل بننا۔ پھر حضرت مریم کے پاس پھلوں وغیرہ کا موجود ہونا پھر حضرت عیسیٰ کو معجزات وغیرہ کا دیا جانا بیان کیا گیا ہے جو کسی اور نبی کے لئے قرآن میں بیان نہیں ہوا۔

احمدی۔ اس بیان سے حضرت مسیح کی دیگر انبیاء پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ بریت اسی کی کی جاتی ہے جس پر کوئی الزام لگا ہو۔ پس جبکہ کسی اور نبی پر ایسے الزامات اور اتہامات نہیں لگے جیسے کہ حضرت مسیح اور آپکی والدہ پر تو کسی اور نبی کے خاندان کی بریت کی ضرورت نہ تھی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ انجیل کی رو سے آپکا خاندان اعلیٰ ثابت نہیں ہوتا تھا قرآن مجید نے آپکی نبوۃ کو ثابت کرنے کیلئے اس الزام کو بھی دور کیا۔ پھر دیکھو قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا الآیہ اس آیت میں حضرت سلیمان سے کفر کی نفی کی گئی ہے۔ جو مسیح سے نہیں کی گئی تو کیا سمجھ لیا جائے کہ مسیح نعوذ باللہ کافر تھے۔ اصل وجہ اس بیان کی یہی ہے کہ یہود نے حضرت مریم پر بہتان باندھا تھا اسلئے خدا قرآن میں بیان فرما کر اور عیسائیوں پر احسان کرتا ہے کہ انکی الہامی کتاب اپنے بیان ناقص ہونے کی وجہ سے جس الزام کو دور نہیں کر سکی اسکو قرآن دور کرتا ہے اور وہ ہر طرح کے

کسی پر الزام کو سچا ثابت کرنے کے لئے جن وجوہات کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس رکوع میں دو کر دیا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص کہہ دے۔ کہ چونکہ ان کا خاندان ہی ایسا چلا آتا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے۔ کہ اس نے بُرا فعل کیا ہو۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے پہلے خاندان کی بریت کی۔ پھر کوئی کہہ سکتا تھا۔ کہ خاندان تو نیک تھا۔ مگر بچہ پر زیادہ اثر ماں باپ کا ہوا کرتا ہے۔ اس کے ماں باپ نیک نہیں تھے۔ اس لئے احتمال ہو سکتا ہے۔ کہ اس نے بُرا فعل کیا ہے۔

اس لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کی والدہ ماجدہ کی نیکی کا اظہار کیا۔ کہ وہ ایسی نیک تھی۔ کہ اس نے پہلے سے ہی اپنی اولاد کو خدا تعالیٰ کے لئے وقف کر دیا تھا۔

تیسری وجہ بہتان کے امکان کی یہ ہو سکتی تھی کہ بچہ کی حالت خراب ہو۔ کیونکہ یتامیٰ کے اخلاق بوجہ ماں باپ نہ ہونے کے زیادہ بگڑ جاتے ہیں۔ اس لئے فرمایا۔ کہ حضرت مریمؑ کی بچپن میں یہ حالت تھی۔ کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف خیال ہی نہیں جاتا تھا۔ جب کوئی پوچھتا کہ یہ رزق تمہیں کہاں سے ملا۔ تو کہتیں ھذا من عند اللہ خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ حالانکہ بچوں کا خیال ظاہری وسیلوں کی طرف جایا کرتا ہے۔

چوتھی وجہ یہ ہو سکتی تھی کہ بدصحبت کی وجہ سے بھی اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ اس لئے فرمایا۔ اس وقت کے سب سے بڑے عابد و زاہد شخص حضرت زکریا علیہ السلام اس کے متکفل بنے تھے۔ اس وجہ سے بھی ان پر الزام عاید نہیں ہو سکتا۔

پانچویں وجہ یہ کہ حضرت زکریا جیسا شخص بھی ان کی نیکی اور باتوں سے متاثر ہو کر جناب الٰہی میں دعا کرتا ہے۔ کہ ایسی اولاد مجھے بھی عطا ہو۔ اور وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔

چھٹی وجہ یہ بیان فرمائی۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس سے کلام کیا۔ اور پھر جو اسے بچہ عطا ہوا۔ اسے خدا تعالیٰ نے علم و حکمت عطا کی اور معجزات عطا کئے۔

ساتویں وجہ یہ کہ حضرت مریمؑ کی والدہ نے بھی ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعائیں کی تھیں پس جس میں یہ تمام باتیں جمع ہو جائیں۔ اس پر بہتان لگانا سراسر غلط اور بعید از عقل ہے۔ دیکھئے کس عمدگی سے قرآن نے بریت کی ہے۔

پادری۔ مسیح کے لئے تو کلمۃ اللہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ اوروں کے لئے کیوں نہیں آیا؟

احمدی۔ قرآن مجید ہی نے اس کا جواب دیا ہے۔ آتا ہے قل لو کان البحر مداد الکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی۔ الآیہ۔ کہ اے انسان تو کہہ دے۔ کہ اگر سمندر سیاہی بن جائے اور دوسری جگہ فرمایا۔ اور درخت قلمیں بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے۔ مگر خدا تعالیٰ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے۔ پس مسیح کی کوئی خصوصیت نہ رہی۔

پادری۔ مسیح کے لئے فنفخنا فیہ من روحنا فرمایا ہے۔ کہ مسیح کی روح خدا تعالیٰ نے پھونکی۔

احمدی۔ سب ارواح خدا کے ہیں۔ حضرت آدم کے لئے فرمایا۔ و نفخت فیہ من روحی۔ کہ میں نے اس میں اپنی روح پھونکی۔ اور ہر ایک انسان کے لئے فرمایا۔ ثم سوّاہ و نفخ فیہ من روحہ۔ کہ ہم نے ہر ایک انسان میں اپنی روح پھونکی۔ اضافت ملک کی ہے۔ یعنی اپنی بنائی ہوئی روح پھونکی اور فنفخنا فیہ من روحنا اور نفخت فیہ من روحی میں نفخ روح سے مراد کلام الٰہی بھی ہو سکتی ہے۔

پادری۔ مسیح کے لئے ایدناہ بروح القدس فرمایا ہے۔

احمدی۔ قرآن مجید میں صحابہ کے لئے و ایدھم بروح منہ فرمایا ہے۔ کہ ہم نے صحابہ کی روح القدس سے تائید کی۔ پس مسیح کا درجہ صحابہ جیسا ہوا۔ پھر دیکھو قرآن مجید نے مسیح کو غلاماً زکیا اور آنحضرت صلعم کو و یزکیھم فرما کر آپ کو استاد اور مسیح کو شاگرد کا درجہ دیا ہے۔ گویا آپ دوسروں کو پاک بنا دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دم او بیشمار

پادری۔ جو پاک ہو پاک بنا سکتا ہے۔ لیکن جو پاک ہی نہ ہو۔ وہ پاک کیسے بنائے گا؟

احمدی۔ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص ہر ایک شخص کو پاک نہیں بنا سکتا۔ جس طرح ہر ایک عالم دوسرے کو عالم نہیں بنا سکتا۔ ہاں یہ صحیح ہے۔ کہ ہر ایک شخص جو دوسرے کو پاک بناتا ہے۔ وہ خود بھی پاک ہے۔ جیسے ہر ایک وہ شخص جو دوسرے کو عالم بناتا ہے۔ وہ خود بھی عالم ہوتا ہے۔ پس جب آنحضرت صلعم کا دوسروں کو پاک کرنا ویزکیھم سے ثابت ہو گیا۔ تو آپ کا پاک ہونا خود بخود ثابت ہو گیا۔ پھر آپ کی پاکیزگی کا تو سب عرب قائل تھا۔ اور نیز قرآن مجید میں تیرہ سو سال سے فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ کا چیلنج موجود ہے کہ کوئی ہے۔ جو میرا گناہ ثابت کر سکے۔

مباحثہ دیر تک جاری رہا۔ پادری صاحب نے اصل سوال کو چھوڑ دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور ان کے الہامات انت منی و انا منک وغیرہ پر اعتراض کرتے رہے۔ میں ان کو اصل سوال کی طرف توجہ دلا کر ان کے اعتراضات کے جواب دیتا تھا۔ پادری صاحب کو جس اعتراض کا جواب دیا جاتا۔ اس کو چھوڑ دیتے۔ اور نیا اعتراض کر دیتے۔ اس طرح تبلیغ کا اچھا موقعہ مل گیا۔ بعد مباحثہ پادری صاحب نے کہا۔ کہ میں سوال کا جواب کافی سمجھ کر پہلے اعتراض کو چھوڑ دیتا تھا اور نیا اعتراض کرتا تھا۔

(جلال الدین شمس۔ مولوی فاضل۔ مجاہد آگرہ)

اطلاع

ماہ نومبر ۱۹۲۳ء میں جن احباب کی قیمت اخبار ختم ہوتی ہے۔ وہ وی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔ جلد ہی ان کو وی پی ارسال ہونگے (مینیجر)

امریکہ میں تبلیغ اسلام

(از جناب مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے
مبشر اسلام)

نو مسلمین اس ہفتہ کی میٹنگ میں اللہ تعالٰے کے فضل سے ۸ اشخاص مشرف باسلام ہو کر داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ جن کے اسلامی نام حسب ذیل ہیں:۔ (۱) عبد الرحیم (۲) عبد الحق (۳) رحیم دین (۴) مفضل بی بی (۵) مسعود (۶) فضل کریم (۷) رحیم اللہ (۸) قدیر بخش۔

حضرت مسیح اور امام حسین کی قربانی اس جلسہ میں میں نے حضرت مسیحؑ کی اس زندگی کا جو موجودہ اناجیل میں مذکور ہے۔ اور حضرت امام حسین رضؓ کی زندگی کا مقابلہ کر کے دکھلایا اور بتایا۔ کہ اگر تحمل بردباری۔ صبر۔ جوانمردی اور دین کے راستہ میں اپنی جان قربان کرنے میں کوئی شخص دنیا کا منجی قرار دیا جا سکتا ہے۔ تو پھر اسلام کی ہزاروں مثالوں میں سے ایک ہی مثال ایسی ہے۔ کہ حضرت مسیح کی انجیلی قربانی کو بالکل پھیکا کر دیتی ہے۔ حضرت مسیح تو بقول انجیل ہے بھاگتے پھرتے ہیں۔ اور جب پکڑے جاتے ہیں۔ تو مایوسی کی حالت ان پر طاری ہو جاتی ہے۔ اور کہتے ہیں۔ ایلی ایلی لما سبقتنی۔ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا اس سے زیادہ مایوسی اور ناامیدی کا اور کیا نمونہ ہو سکتا ہے۔ اہل اللہ تو ہر مصیبت میں قدم آگے بڑھاتے ہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ نے اپنی بشریت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سمجھا۔ کہ گو ان سے ان کی حفاظت اور مدد کا وعدہ تھا۔ لیکن اللہ تعالٰی کی ذات غنی اور بے پرواہ ہے۔ اس لئے ڈرتے ڈرتے یہی کہا۔ کہ مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

مددگار اصحاب عزیزم چوہدری عبد الحمید صاحب بھی اب شکاگو تشریف لے آئے ہیں۔ اور علاوہ اپنی تعلیم کے کبھی کبھی وہ بھی میری امداد فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ اتوار انہوں نے بھی ایک بہت عمدہ مختصر سی تقریر کی۔ سید عبد الرحمٰن صاحب اور برادر محمد یوسف خاں صاحب بھی شکاگو میں ہی ہیں۔ اور میرا ہاتھ بٹاتے رہتے ہیں۔ گو ان ہر سہ کو اپنی تعلیم وغیرہ میں بہت سا وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔

سائنس اور عیسائیت ایک انگریز سائنس دان نے حال میں ہی کیمبرج میں ایک لیکچر کے دوران میں کہا ہے کہ ۲۱۲۳ سنہ میں دنیا مادی طور پر اتنی ترقی کر جائیگی۔ کہ برقی قوت تمام کاروبار کے لئے آب ہوائی سے مہیا کی جاوے گی۔ اور بجائے قدیم طریقہ افزائش نسل اور پیدائش انسان کے عورت کے رحم میں بچہ کو نو ماہ رکھنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ مرغیوں کے انڈوں کی طرح بجلی کی مشین سے کوئی انتظام کر لیا جاوے گا۔ اگر ایسا ہوا۔ تو ہمیشہ کا رہا سہا ستون بھی ٹوٹ جائے گا۔ کیونکہ دردزہ کو علامت سزائے گناہ گردانا گیا ہے۔ اس سے چھٹکارا ہو جائیگا۔

عیسائیوں کے اپنے ملک کی حالت اس ملک میں ایک خفیہ سوسائٹی ہے۔ جسکا نام کو کلکس کلان ہے۔ اصل میں تو اس کا مقصد کچھ اور معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ظاہر یہ کیا جاتا ہے۔ کہ نسلی امتیازات کو قائم رکھنے اور یہود اور کیتھولک کے پنجہ سے امریکہ کو نجات دینے کے لئے بنائی گئی ہے۔ مگر عام طور پر ان کے نشانہ رنگین اقوام کے لوگ ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ نقاب پوش بن کر نکلتے ہیں۔ اور بعض بعض مقامات میں جہت سینہ زوری دکھلاتے ہیں۔ ... لوگوں کو ان کے گھروں سے پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ سزائیں دیتے ہیں۔ زخمی کر دیتے ہیں۔ شلنبر دیتے ہیں۔ اور بعض کو قتل تک بھی کر دیتے ہیں۔ اور ظاہری عذر ان کا یہ ہے۔ کہ چونکہ ملک کا قانون اس قسم کا ہے کہ بہت سے مجرم بچ کر نکل جاتے ہیں۔ اس لئے وہ اصل مجرموں کو سزا دیتے ہیں۔ گویا گورنمنٹ کے اندر ایک نئی گورنمنٹ بنا رہے ہیں۔ ہر ایک ریاست ضلع اور مقام میں ان کے جتھے یا باقاعدہ انجمنیں ہیں۔ چنانچہ ایک ریاست جسکا نام Oklahoma ہے۔ اسمیں ان کا اتنا زور ہے۔ کہ بہت سے سرکاری عہدہ دار اور مقامی پارلیمنٹ کے ممبر انمیں شامل ہیں۔ وہاں کا گورنر کسی وجہ سے ان کا مخالف ہو گیا ہے۔ اور ان کی آپس میں خوب چلی ہے۔ گورنر نے مارشل لا جاری کر دیا ہے۔ دیکھیں اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

ٹریبیون شکاگو کا مشہور اخبار ہے۔ اس کی ۱۴ ستمبر کی اشاعت میں ایک کارٹون نکلا ہے۔ جس میں Uncle Sam (قومی نام امریکہ کا ہے) کھڑا ہے۔ اخبار ہاتھ میں ہے۔ جس میں Oklahoma کے فسادات چھپے ہوئے ہیں۔ سامنے اس کے ایک مکان ہے۔ جس کی کھڑکیوں میں ان تمام جگہوں کے فسادات کے نظارے دکھائے گئے ہیں۔ جہاں اس قسم کی کارروائیاں ہوئی ہیں۔ اور ایک بڑا دروازہ ہے۔ جس میں سے بہت سے لوگ پادری نکل باہر جا رہے ہیں۔ دروازہ کی محراب پر لکھا ہے

ہمارے مشنری غیر ممالک میں

اس دروازے کے داہنے جانب لکھا ہے

بت پرستوں کیلئے پیغام اور محبت اور بشارت

اور بائیں جانب

برادرانہ محبت

لکھا ہے۔ Uncle Sam یہ تمام نظارہ دیکھ کر کہتا ہے۔ کہ مشنریوں کے اس بڑے انبوہ میں سے جو باہر جا رہے ہیں۔ بعض کی تو گھر میں بھی ضرورت ہے۔ بات بڑی صحیح ہے۔ یہ غیر ملک میں جانے سے پہلے گھر کی تو خبر لیں۔ کہ یہاں جس قدر بے دینی اور بت پرستی ہے۔ اسکا دسواں حصہ بھی بیرونی دنیا میں نہیں مل سکیگا۔ افسوس ہے۔ کہ اگر انکے پاس قرآن شریف ہوتا۔ تو پہلے ضرور گھر کی خبر لیتے اور گھر کی خبر لینے سے پہلے اپنی خبر لیتے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

حسن ظنی میں ترقی کا راز

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

۳۰ر نومبر ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

قامت کہتر قیمت بہتر

دنیا میں بعض باتیں بہت چھوٹی سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن عمل میں وہ بڑی ہوتی ہیں۔ بعض بہت چھوٹے اصل ہیں۔ انکو جب بیان کیا جاتا ہے۔ تو سننے والے کے دل پر بوجہ ان کی اہمیت خیال نہ ہونیکے یا بوجہ سننے کے ذہن سے ان کی وقعت نکل جاتی ہے۔ یا سننے والا اس سے واقف نہیں ہوتا۔ اسلئے اسکا ایسا چھوٹا اور خفیف اثر ہوتا ہے گویا ایک ادنیٰ بات سنائی گئی۔ لوگوں کے قلوب اسکے تاثر سے انکار کر دیتے ہیں۔ درانحالیکہ اگر غور سے دیکھیں تو دنیا کے کارخانے ہی اسپر چل رہے ہوتے ہیں۔ اگر ان کو چھوڑ دیا جائے تو دنیا میں ہلاکت آجاتی ہے۔

دنیا کے امن کا بنیادی پتھر

ان چھوٹے اصولوں میں سے جو دراصل بڑے ہیں ایک اصل پر دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں جسپر گو پہلے بھی کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں۔ مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ اسے سستی یا غفلت یا امور مہمہ میں غور نہ کرنے کی عادت کہنا چاہیئے کہ اسپر غور نہیں کی گئی۔ دنیا کا امن اسی پر منحصر ہے اسکو مدنظر رکھنے سے دنیا میں امن ہوتا ہے۔ لیکن بوجہ اس کے کہ اسبات کو لوگوں نے اخلاق میں داخل کیا ہوا ہے۔ اسلئے لوگ اسکی طرف توجہ نہیں کرتے۔ بلکہ الٹا اس خلق کو تباہی کا موجب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات تباہی کا موجب نہیں بلکہ ترقی کا موجب ہے۔ دنیا کے امن کا کارخانہ اس سے چلتا ہے

وہ کونسی بات ہے جو اسقدر اہم ہے وہ حسن ظن ہے جسقدر حسن ظن سے تمسخر کیا جاتا ہے۔ کسی اور بات سے نہیں کیا جاتا۔ دنیا میں کوئی شخص نہیں جو قتل وغارت کو ترجیح دیتا ہو۔ قاتلوں کو بھی یہ کہتا سن سکتے ہو کہ قتل بُری چیز ہے۔ دوسروں کا مال کھانا بُرا سمجھا جاتا ہے۔ مگر کئی ہوں گے جو خود خائن ہوں گے مگر خیانت کی مذمت کریں گے۔ بہت ہوں گے جو جھوٹ بولنے کو بُرا کہیں گے مگر ان میں سے کئی جھوٹ بولتے ہوں گے۔

حسن ظنی کا ہمارے کاروبار میں نفوذ

لیکن اسکے مقابلہ میں حسن ظنی ایک ایسی چیز ہے جو اچھی ہے مگر اکثر لوگوں کو اسکے خلاف کہتے سنو گے حالانکہ ان میں سے اکثر ہوں گے جو حسن ظن پر عمل کر رہے ہوں گے۔ اور ان کیلئے بدظنی کرنے کی کوئی وجہ نہ ہوگی۔ مگر باوجود اسکے وہ حسن ظنی کی شکایت کریں گے۔ اور اسی وقت کسی نہ کسی بات میں وہ مجبور ہوں گے کہ حسن ظن کریں۔

جسقدر بے دردی سے اس خلق کو پامال کیا گیا ہے اور کو نہیں۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ قوموں کے نظام تمام قسم کے آپس کے تعلقات۔ اس ایک خلق پر چلتے ہیں۔ عدالتیں عدالت نہیں رہ سکتیں اگر اسکو چھوڑ دیں۔ دوستی اور رشتہ داری نہیں رہ سکتی۔ ایک خاوند اپنی بیوی کے سپرد گھر کا سب کام کاج کرتا ہے۔ اگر وہ خاوند خیال کرے کہ اسکی بیوی خائن اور بے وفا ہے۔ تو اسکے گھر کا انتظام نہیں چل سکتا۔ یا اگر ایک شخص کسی سے دوستی کرتا ہے اور وہ سمجھ لے کہ یہ میرا دوست دراصل دوست نہیں دشمن ہے۔ تو ایسے شخص کو سچا دوست نہیں مل سکتا۔ اگر کسی آقا میں یہ مرض ہو کہ وہ سمجھے کہ اسکے نوکر وفادار اور کارکن نہیں۔ تو اسکا کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا۔ اسی طرح اگر نوکر یہ سمجھے کہ میں جس شخص کی نوکری کرنے لگا ہوں وہ مجھے تنخواہ نہ دیگا۔ تو پھر وہ کیسی ملازمت نہ کر سکیگا۔ غرض بدظنی ہر ایک کام کو برباد کرنے والی ہے۔ اگر مزدور مزدوری کرتا ہے تو حسن ظنی کرتا ہے کہ یہ مجھے میری اجرت دیگا لیکن اگر وہ بدظنی کرے تو وہ شام کو محروم گھر کو جائیگا۔

وہی مزدور کام مہیا کر سکتا ہے جو حسن ظنی رکھتا ہے کہ میری مزدوری مل جائیگی۔ کبھی دفعہ اسکے پیسے مارے بھی جائیں گے مگر زیادہ تر اسکا خیال یہی ہوگا کہ نہیں مارے جائیں گے۔ اور اس کے مطابق وہ عمل بھی کرے گا۔ اسی طرح جو شخص کسی مزدور کو اپنے کام پر لگاتا ہے اسکو بھی اگر یہی خیال ہو کہ ممکن ہے یہ مزدور غدار ہو تو اسکو مزدور نہیں مل سکتا۔

اگر مجسٹریٹ یہ بدظنی کرے کہ جو بھی ملزم اسکے پاس آتا ہے وہ ضرور مجرم ہی ہے۔ اس نے ضرور کچھ نہ کچھ کیا ہی ہوگا۔ کسی نے جھوٹا الزام تھوڑا ہی لگایا ہے۔ تو اس سے سینکڑوں ہزاروں بے گناہ پھانسی پر لٹک جائیں۔ اسی طرح اگر مجسٹریٹ یہ بدظنی کرے کہ تمام الزام لگانے والے جھوٹے ہیں۔ تو بہت سے چور۔ ڈاکو۔ قاتل۔ غاصب تو آزاد ہو جائیں۔ اور وہ لوگ جنکو درحقیقت نقصان پہنچا ہے۔ تباہ ہو جائیں۔ اور انکی کسی قسم کی دادرسی نہ ہو سکے۔ مجسٹریٹ تبھی انصاف کر سکتا ہے کہ وہ دونوں طرف سے حسن ظن لیکر بیٹھے۔ پھر وہ دونوں کے بیانات پر غور کرے تب وہ حق کو پا سکتا ہے۔ گورنمنٹ نے شک کا فائدہ ملزم کو دیا ہے اور عدالتیں اس اصول کے ماتحت کام نہ کریں تو وہ انصاف کو نہیں پا سکتیں۔ عدالتیں بدظنی کریں تو کئی جھوٹے بچ جائیں اور سچے سزا پا جائیں۔

غرض جماعتوں اور حکومتوں اور عدالتوں اور دوستیوں اور رشتہ داریوں اور کاروبار کے دیگر شعبوں میں جتنا حسن ظنی کا دخل ہے بدظنی کا نہیں ہے۔ اور حسن ظنی پر ہی یہ تمام کام چل رہے ہیں۔ ان امور میں جتنا حسن ظنی سے کام لیا جاتا ہے اگر اسکے بجائے بدظنی ہو تو تمام کارخانے ہی درہم برہم ہو جائیں۔

حسن ظن اور شریعت اسلام

شریعت اسلام نے ایسے مواقع پر بھی جہاں بدظنی کے کچھ وجوہ موجود ہوں حسن ظن کرنے پر اپنے امور کی بنیاد رکھی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک جنگ کے موقع پر ایک مسلمان نے ایک کافر پر حملہ کیا۔ وہ اس حملہ سے بچنے کے لیے کسی درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ مسلمان نے اسکو مجبور کیا [illegible] کہ وہ درخت سے ہٹ جائے۔ آخر جب کافر نے اپنی [illegible] نہ دیکھی تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ [illegible]

بعض نے لکھا ہے کہ چونکہ کفار مسلمانوں کو صابی کہا کرتے تھے اسلئے اُس نے کہا کہ میں صابی ہوتا ہوں۔ جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ مگر صحابی نے اسکو نہ سمجھا اور مار دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ہوئی۔ تو آپ اسقدر ناراض ہوئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ ایسے کبھی ناراض نہ ہوئے تھے۔ صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ جھوٹا تھا اور بچنے کیلئے مسلمان بنتا تھا۔ تو آپ نے فرمایا هَلْ شَقَقْتَ قَلْبَهُ۔ هَلْ شَقَقْتَ قَلْبَهُ۔ کیا تونے اُسکا دل چیر کر دیکھا۔ کیا تونے اسکا دل چیر کر دیکھا تھا چاہے وہ کتنا بڑا قاتل تھا اور اس نے مسلمانوں کو کتنا ہی نقصان پہونچایا تھا۔ بہر حال جب اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں تو تمھیں کیسے پتہ لگا کہ وہ جھوٹ بولتا تھا۔

حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنیکا واقعہ

بظاہر حالات دیکھئے کہ اس شخص کے خلاف کس قدر حالات موجود ہیں۔ اور اسکے مقابلہ میں اس صحابی کی بات درست معلوم ہوتی ہے لیکن جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں وہ عقل اور اخلاق کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اور جو لوگ عمیق مطالعہ کرنے والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کس طرح بعض دفعہ بجلی کی طرح حالات بدل جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کے لئے نکلے تھے۔ مگر راستہ میں کس طرح مسلمان ہو گئے تھے۔ کیا ایک شخص جو بہت بڑا بہادر ہو اور اسکے مقابلہ میں اٹھارہ سالہ نوجوان نکلے۔ وہ تلوار لے کے اسکے مقابلہ میں آئے اور ایسا حملہ کرے کہ وہ بہادر اپنی حفاظت نہ کر سکے تو کیا یہ ناممکن ہے کہ اس کے دل میں یہ بات پڑ جائے کہ یہ انسانی طاقت نہیں بلکہ کوئی اور طاقت ہے جو اسکے ساتھ ہے اور اس خیال کے ساتھ ہی وہ مسلمان ہو جائے۔ اگر بدظنی نہ ہو تو کیا ایسی استثنائی صورتیں نہیں جن سے اس شخص کے حق میں فیصلہ ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے واقعات یہ ہیں کہ وہ تلوار لے کر گھر سے چلے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کریں۔ ایک شخص نے راستہ میں پوچھا تو انھوں نے اپنا ارادہ بتایا۔ اس نے کہا کہ پہلے گھر کی تو خبر لو تمھاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔ چنانچہ وہ گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اتفاق سے وہاں ایک اور صحابی تھے اور وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہ ڈر گئے جب یہ اندر آگئے تو انھوں نے اصرار کیا کہ دکھاؤ کیا پڑھتے تھے پہلے تو وہ ٹالتے رہے۔ آخر انھوں نے سختی کی۔ یہانتک کہ بہن کو مارا اور اس کے جسم سے خون بہنے لگا تب انھوں نے کہا کہ جو چاہو سو کرو ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ انھوں نے قرآن کریم دیکھنے کے لئے کہا مگر انھوں نے کہا کہ تم ناپاک ہو تم اسکو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ انکو نہلایا اور پھر قرآن کریم کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ آنکھوں میں آنسو آ گئے اور مسلمان ہو گئے۔ کیا عمرؓ جو مکہ کے اشد ترین مخالفین میں سے تھے اور گھر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کے لئے ہی نکلے تھے لیکن راستہ میں ہی ایسے حالات پیدا نہیں ہوتے کہ جن سے وہ یک دفعہ مسلمان ہو جاتے ہیں جیسا کہ وہ بات جو عمرؓ کے لئے ہو سکتی ہے ایک اور کافر کے لئے نہیں ہو سکتی۔

پس اس تعلیم پر عمل کئے بغیر کوئی انتظام نہیں ہو سکتا کوئی جماعت اتفاق سے کام نہیں کر سکتی۔ علاوہ ازیں رشتہ داری۔ محبت۔ دوستی۔ تجارت۔ حکومت کوئی کام نہیں جو حسن ظن کے بغیر چل سکے۔

حسن ظن سے نفرت

افسوس ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو حسن ظن سے کام نہیں لیتے اور اسلامی احکام کے ماتحت اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے بہت ہیں جو بدظنی خود کرتے ہیں یا دوسروں کو ڈالتے ہیں

خطبہ کا خلاصہ

یہ بات میں نے آج تمہید کے طور پر کہی ہے۔ آج میں اسی قدر تفصیل پر توجہ دلاتا ہوں اگر توفیق ملی تو اگلے جمعہ اس مسئلہ کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ یہ ایک بڑی عظیم الشان بات ہے اگر اسکی طرف غور کیا جائے تو اس سے بہت سے فوائد مترتب ہو سکتے ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمھاری جماعت ترقی کرے۔ تو بدظنی چھوڑ دو۔ اور حسن ظن سے کام لینا شروع کر دو خواہ تم بظاہر کسی قدر مخالف حالات بھی دیکھو تو بھی بدظنی نہ کرو۔ دیکھو اس صحابی نے بدظنی کی اس شخص پر جس نے مسلمانوں کو قتل کیا تھا اور جو اسکی تلوار سے سامنے بچنے کی حتی الوسع کوشش کرتا تھا مگر باوجود اس کے اس نے آخر میں اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ صحابی نے اسپر بدظنی کی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی پر کسقدر ناراض ہوئے تھے۔ تمھارے پاس کسی شخص پر بدظنی کرنے کے اتنے اسباب نہیں ہوتے مگر تم کرتے ہو۔ اگر تم سمجھو تو یہ بدظنی ایسی بلا ہے کہ اس سے خدا و رسول کی ناراضگی ہوتی ہے۔ اپنے اندر حسن ظن کی عادت ڈالو۔ اگر تم حسن ظنی کو نظر انداز کرو گے تو تمھاری جماعت میں ترقی نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ کہ آپ لوگ اس خلق عظیم کو سمجھیں۔ اور اسکے مطابق آپ کی زندگیاں ہو جائیں +

زندگی کا بیمہ

فتویٰ مسیح موعود علیہ السلام

(۱) انشورنس اور بیمہ انشورنس اور بیمہ پر سوال کیا گیا فرمایا کہ سود اور قمار بازی کو الگ کر کے دوسرے اقراروں اور ذمہ داریوں کو شریعت نے صحیح قرار دیا ہے۔ قمار بازی میں ذمہ داری نہیں ہوتی۔ دنیا کے کاروبار میں ذمہ داری کی ضرورت ہے دوسرے ان تمام سوالوں میں اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں حکم ہے کہ بہت کھوج نکال نکال کر مسائل نہ پوچھنے چاہئیں۔ البدر ۲۷ مارچ ۱۹۰۳ء

(۲) زندگی کا بیمہ کرانا منع ہے ایک دوست کا ایک خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا جسمیں لکھا تھا بحضور جناب مسیح موعود علیہ السلام۔ مارچ ۱۹۰۸ء میں مینے اپنی زندگی کا بیمہ واسطے دو ہزار روپیہ کے کرایا تھا۔ شرائط یہ تھیں کہ اس تاریخ سے تا مرگ میں معہ سالانہ بطور چندہ کے ادا کرتا رہونگا۔ تب دو ہزار روپیہ بعد مرگ کے میرے وارثان کو ملے گا۔ اور زندگی میں یہ روپیہ لینے کا حقدار نہ ہونگا۔ اب تک تقریباً مبلغ چھ سو روپیہ کے بیمہ کرنیوالی کمپنی کو دیدیا ہے مگر اگر میں اس بیمہ کو توڑ دوں تو موجب شرائط اس کمپنی کے صرف تیسرے حصہ کا حقدار ہوں یعنی دو صد روپیہ ملیگا اور باقی چار صد روپیہ ضائع جائیگا۔ مگر چونکہ مینے آپ کے ہاتھ پر اس شرط کی بیعت کی ہوئی ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا سو اسطے بعد اس مسئلہ کے معلوم ہو جانے کے میں ایسی حرکت کا مرتکب ہونا نہیں چاہتا جو خدا اور اسکے رسول کے احکام کے برخلاف ہو۔ اور آپ حکم اور عدل ہیں اسواسطے نہایت عجز سے ملتجی ہوں کہ جیسا مناسب حکم ہو صادر فرمایا جاوے تاکہ اسکی تعمیل کی جاوے۔ اسکے جواب میں حضرت نے فرمایا۔ کہ زندگی کا [illegible]

[illegible] زیادہ گناہ کرائے گا۔ ان کو چاہیئے کہ آئندہ زندگی میں گناہ سے بچنے کے واسطے اسکو ترک کر دیویں۔ اور جتنا روپیہ اب مل سکتا ہے وہ واپس لے لیویں + البدر ۹ اپریل ۱۹۰۸ء

بعض نے لکھا ہے کہ چونکہ کفار مسلمانوں کو صابی کہا کرتے تھے اسلئے اُس نے کہا کہ میں صابی ہوتا ہوں۔ جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں مگر صحابی نے اسکو نہ سمجھا اور مار دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ہوئی۔ تو آپ اسقدر ناراض ہوئے کہ احادیث میں آتا ہے کہ ایسے کبھی ناراض نہ ہوئے تھے۔ صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ جھوٹا تھا اور بچنے کیلئے مسلمان بنتا تھا۔ آپ نے فرمایا هَلْ شَقَقْتَ قَلْبَهُ هَلْ شَقَقْتَ قَلْبَهُ هَلْ شَقَقْتَ قَلْبَهُ کیا تو نے اسکا دل چیر کر دیکھا۔ کیا تو نے اُسکا دل چیر کر دیکھا تھا چاہے وہ کتنا بڑا قاتل تھا اور اُس نے مسلمانوں کو کتنا ہی نقصان پہونچایا تھا۔ بہر حال جب اُس نے کہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں تو تمھیں کیسے پتہ لگا کہ وہ جھوٹ بولتا تھا۔

حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ

بظاہر حالات دیکھنے کے اس شخص کے خلاف کس قدر حالات موجود ہیں اور اُسکے مقابلہ میں اس صحابی کی بات درست معلوم ہوتی ہے لیکن جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں وہ عقل اور اخلاق کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اور جو لوگ عمیق مطالعہ کرنے والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کس طرح بعض دفعہ بجلی کی طرح حالات بدل جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کے لیئے نکلے تھے۔ مگر راستہ میں کس طرح مسلمان ہو گئے تھے۔ کیا ایک شخص جو بہت بڑا بہادر ہو اور اُسکے مقابلہ میں اٹھارہ سالہ نوجوان نکلے۔ وہ تلوار لے کے اُسکے مقابلہ میں ڈٹے اور ایسا حملہ کرے کہ وہ بہادر اپنی حفاظت بھی نہ کر سکے تو کیا یہ ناممکن ہے کہ اس کے دل میں یہ بات پڑ جائے کہ یہ انسانی طاقت نہیں بلکہ کوئی اور طاقت ہے جو اُنکے ساتھ ہے اور اس خیال کے ساتھ ہی وہ مسلمان ہو جائے۔ اگر بدظنی نہ ہو تو کیا ایسی استثنائی صورتیں نہیں جن سے اس شخص کے حق میں فیصلہ ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے واقعات یہ ہیں کہ وہ تلوار لے کر گھر سے چلے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کریں۔ ایک شخص نے راستہ میں پوچھا تو انھوں نے بتایا۔ اس نے کہا کہ پہلے گھر کی تو خبر لو تمھاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔ چنانچہ وہ گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اتفاق سے وہاں ایک اور صحابی تھے اور وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہ ڈر گئے جب یہ اندر آ گئے تو انھوں نے اصرار کیا کہ دکھاؤ کیا پڑھتے تھے پہلے تو وہ ٹالتے رہے آخر انھوں نے سختی کی۔ یہانتک کہ بہن کو مارا اور اس کے جسم سے خون بہنے لگا۔ تب انھوں نے کہا کہ جو چاہو سو کرو ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ انھوں نے قرآن کریم دیکھنے کے لیئے کہا مگر انھوں نے کہا کہ تم ناپاک ہو تم اسکو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ انکو نہلایا اور پھر قرآن کریم کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ آنکھوں میں آنسو آ گئے اور مسلمان ہو گئے۔ کیا عمرؓ جو مکہ کے اشد ترین مخالفین میں سے تھے اور گھر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کے لیئے ہی نکلے تھے مگر راستہ میں ہی ایسے حالات پیدا نہیں ہوتے کہ جن سے وہ یکدفعہ مسلمان ہو جاتے ہیں پھر کیا وہ بات عمرؓ کے لیئے ہو سکتی ہے ایک اور کافر کے لیئے نہیں ہو سکتی۔

پس اس تعلیم پر عمل کیئے بغیر۔ کوئی انتظام نہیں ہو سکتا کوئی جماعت اتفاق سے کام نہیں کر سکتی۔ علاوہ ازیں رشتہ داری۔ محبت۔ دوستی۔ تجارت۔ حکومت کوئی کام نہیں جو حسن ظن کے بغیر چل سکے۔

حسن ظن سے نفرت

افسوس ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو حسن ظن سے کام نہیں لیتے اور اسلامی احکام کے ماتحت اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے بہت ہیں جو بدظنی خود کرتے ہیں یا دوسروں کو ڈالتے ہیں

خطبہ کا خلاصہ

یہ بات میں نے آج تمہید کے طور پر کہی ہے۔ آج میں صرف اسی قدر تفصیل پر توجہ دلاتا ہوں اگر توفیق ملی تو اگلے جمعہ اس مسئلہ کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ یہ ایک بڑی عظیم الشان بات ہے اگر اسکی طرف غور کیا جائے تو اس سے بہت سے فوائد مترتب ہو سکتے ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمھاری جماعت ترقی کرے۔ تو بدظنی چھوڑ دو۔ اور حسن ظن سے کام لینا شروع کر دو خواہ تم بظاہر کسی قدر مخالف حالات بھی دیکھو تو بھی بدظنی نہ کرو۔ دیکھو اس صحابی نے بدظنی کی اس شخص پر جس نے مسلمانوں کو قتل کیا تھا اور جو اسکی تلوار سے سانپ کی طرح حتی الوسع کوشش کر رہا تھا مگر باوجود اس کے اس نے آخر میں اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ صحابی نے اسپر بدظنی کی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی پر کسقدر ناراض ہوئے تھے۔ تمھارے پاس کسی شخص پر بدظنی کرنے کے اتنے اسباب نہیں ہوتے مگر تم کرتے ہو۔ اگر تم سمجھو تو یہ بدظنی ایسی بلا ہے کہ اس سے خدا اور رسول کی ناراضگی ہوتی ہے۔ اپنے اندر حسن ظن کی عادت ڈالو۔ اگر تم حسن ظنی کو نظر انداز کرو گے تو تمھاری جماعت میں ترقی نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ کہ آپ لوگ اس خلق عظیم کو سمجھیں۔ اور اسکے مطابق آپ کی زندگیاں ہو جائیں +

زندگی کا بیمہ
فتویٰ مسیح موعود علیہ السلام

(۱) انشورنس اور بیمہ انشورنس اور بیمہ پر سوال کیا گیا فرمایا کہ سود اور قماربازی کو الگ کر کے دوسرے اقراروں اور ذمہ داریوں کو شریعت نے صحیح قرار دیا ہے۔ قماربازی میں ذمہ داری نہیں ہوتی۔ دنیا کے کاروبار میں ذمہ داری کی ضرورت ہے دوسرے ان تمام سوالوں میں اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں حکم ہے کہ بہت کھوج ۔ نکال نکال کر مسائل نہ پوچھنے چاہئیں۔ البدر

۲۷ مارچ ۱۹۰۳ء

(۲) زندگی کا بیمہ کرانا منع ہے ایک دوست کا ایک خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا جسمیں لکھا تھا بحضور جناب مسیح موعود علیہ السلام۔ مارچ ۱۹۰۰ء میں میں نے اپنی زندگی کا بیمہ واسطے دو ہزار روپیہ کے کرایا تھا۔ شرائط یہ تھیں کہ اس تاریخ سے تا مرگ میں مبلغ ... سالانہ بطور چندہ کے ادا کرتا رہونگا۔ تب دو ہزار روپیہ بعد مرگ کے میرے وارثان کو ملے گا۔ اور زندگی میں یہ روپیہ لینے کا حقدار نہ ہونگا۔ اب تک تقریباً مبلغ چھ سو روپیہ کے بیمہ کرنیوالی کمپنی کو دیدیا ہے اب اگر میں اس بیمہ کو توڑ دوں تو موجب شرائط اس کمپنی کے صرف تیسرے حصہ کا حقدار ہوں یعنی دو صد روپیہ ملیگا اور باقی چار صد ضبط ہو جائیگا۔ مگر چونکہ میں نے آپ کے ہاتھ پر اس شرط کی بیعت کی ہوئی ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا اسواسطے بعد اس مسئلہ کے معلوم ہو جانیکے میں ایسی حرکت کا مرتکب ہونا نہیں چاہتا جو خدا اور دین کے ... اور یہ حکم اور علم میں اسواسطے نہایت عجز سے ملتجی ہوں کہ جیسا مناسب حکم صادر فرمایا جائے تاکہ اسکی تعمیل کی جاوے۔ اسکے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ زندگی

خدا تعالیٰ کے قہری نشانات

جاپان کے تباہی خیز زلزلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی

پر مولوی ثناء اللہ صاحب کے بیہودہ اعتراضات

زلزلۂ جاپان کے متعلق جو مضمون "الفضل" میں خدا تعالےٰ کی قہری تجلیات کا ظہور جاپان کی رزمین پر" کے عنوان سے شایع ہوا تھا۔ اس پر ڈیٹر صاحب اہلحدیث نے اپنی عادت قدیم سے بور ہو کر چند لغو اور بے بنیاد اعتراضات کیے ھے۔ جن کا ماحصل صرف یہ تھا۔ کہ زلزلۂ عظیمہ متعلق جو پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہ کی تھی۔ اس کے متعلق آپ نے براہین حصہ پنجم لکھدیا تھا۔ کہ یہ پیشگوئی میری زندگی اور میرے ملک اور میرے ہی فائدے کے لئے ظہور میں ئے گی۔ پس موجودہ خوفناک زلزلہ جو مملکت پان کی تباہی کا موجب ہوا ہے۔ ہرگز ہرگز زلزلۂ عظیمہ والی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ اس کے جواب میں الفضل مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۳ء میں اس بات کو نہایت سادہ اور صاف الفاظ میں واضح کر دیا گیا تھا۔ کہ الفضل نے کب زلزلہ جاپان کو زلزلۂ عظیمہ والی اس پیشگوئی کیساتھ ان کیا ہے اس مضمون میں جس پیشگوئی کا ذکر ہے الوصیت میں درج ہے اور وہ کسی اور زلزلہ کے تعلق ہے۔ نہ کہ اس زلزلۂ عظیمہ کے متعلق جس کا ذکر حضرت اقدس نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں کیا ہے۔ اور جس کے متعلق آپ نے حقیقۃ الوحی میں لکھدیا ہوا ہے۔ کہ اس زلزلہ کو خدا تعالےٰ نے کسی اور وقت پر ٹالدیا ہے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب کا عالی دماغ جس کے زعم پر وہ حضرت اقدس کی کتب کو یاد کرنے کا دعوےٰ کیا کرتے ہیں۔ کیوں اتنا پراگندہ ہو گیا۔ کہ ان میں ہماری صاف تحریر کو سمجھنے کی بھی اہلیت نہ رہی۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اہلحدیث مورخہ ۲ نومبر میں پھر انہوں نے چند ایسے لغو اعتراضات کئے ہیں جن سے عیاں ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب نے ہمارے مضمون کو سمجھا ہی نہیں۔ اس میں دراصل ان کے دماغ کا اتنا قصور نہیں۔ جتنا ان کی ذات کا۔ کیونکہ وہ محض سادہ لوح لوگوں کی دھوکہ دہی کے لئے ہمارے صحیح جوابات کو بھی لوگوں کے سامنے بالکل الٹ پلٹ بیان کیا کرتے ہیں۔ مگر ان کو یہ وہم دل سے نکال ڈالنا چاہیئے۔ کہ وہ اس قسم کے فریبوں سے حق پسند لوگوں کو خدا تعالےٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت سے محروم کر دینگے۔ ان کی کیا ہستی اور کیا طاقت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے قایم کردہ سلسلہ کو ذرہ بھر بھی گزند پہنچا سکیں۔ ان کی یہ مخالفت تو ایک کھاد ہے جو ہماری جماعت کی نشوونما کے لیئے خدا نے برتر نے پیدا کی ہے۔ گو ظاہر طور پر عام کھاد کی طرح وہ بھی ایک گندی اور ناپاک چیز معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں اپنے اندر سرسبزی اور ترقی کا مادہ رکھتی ہے جیساکہ عملی طور پر یہ بات عوام کی نظروں سے مخفی نہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی مخالفت نے نہ صرف ہمارے سلسلہ کا کچھ بگاڑا نہیں بلکہ اس کے ذریعہ ایسی ایسی جگہ احمدیت پہنچی ہے۔ جہاں ہمارے ذریعہ نہ پہنچی تھی۔ اور ان لوگوں کو ہمارے خلاف تحریریں پڑھکر احمدیہ لٹریچر کو بھی پڑھنے کا خیال پیدا ہوا۔ اور بالآخر وہ احمدی ہو گئے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب حق کی حمایت میں ہماری مخالفت کر رہے تھے تو چاہیئے تھا۔ کہ خدا تعالیٰ انکی مدد کرتا۔ اور جماعت احمدیہ کو ترقی نہ کرنے دیتا لیکن اسکے مقابلہ میں جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے وہ دنیا کے لیئے اظہر من الشمس ہے۔ جب مولوی صاحب نے ہماری مخالفت شروع کی تھی اسوقت جماعت کے لوگوں کی تعداد اتنی قلیل تھی۔ کہ وہ انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے۔ لیکن آج انکی مخالفت کا نتیجہ یہ دیکھ رہے ہیں اور ہم ہی نہیں بلکہ دوسرے لوگ بھی دیکھ رہے ہیں۔ اور خود مولوی صاحب بھی دیکھ رہے ہیں کہ بفضل خدا ہماری جماعت کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ اور دن بدن ترقی کر رہی اور زور شور سے بڑھ رہی ہے۔ یہ چند الفاظ مولوی صاحب کی بیجا الفلیوں اور بیہودہ سرائیوں کے متعلق لکھنے کے بعد ذیل میں ہم انکی عقل پر افسوس کرتے ہوئے۔ اس بات کو پھر وضاحت بیان کرتے ہیں کہ الفضل میں زلزلہ جاپان کے تذکرہ میں جو پیشگوئی بیان کی گئی ہے وہ زلزلۂ عظیمہ کی پیشگوئی کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں رکھتی۔ اور نہ الفضل نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ زلزلۂ جاپان زلزلۂ عظیمہ والی پیشگوئی کے مطابق آیا ہے بلکہ الفضل نے جو عبارت پیشگوئی کی لکھی تھی وہ الوصیت کی ہے۔ اور زلزلہ کے متعلق ہے۔ نہ کہ زلزلۂ عظیمہ کے متعلق۔ اس وضاحت اور تشریح کے باوجود بار بار بیہودہ اعتراض کرنا دھوکا دہی اور ہمارے صحیح جوابات سے تنگ آکر جھوٹے حیلے بنانا نہیں تو اور کیا ہے۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ "ہم یا کہتا۔ کہ براہین احمدیہ میں زلزلۂ عظیمہ والی پیشگوئی الگ ہے۔ جس کی بابت ہم

خدا تعالیٰ کے قہری نشانات

جاپان کے تباہی خیز زلزلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی

پر مولوی ثناء اللہ صاحب کے بیہودہ اعتراضات

زلزلۂ جاپان کے متعلق جو مضمون "الفضل" میں "خدا تعالیٰ کی قہری تجلیات کا ظہور جاپان کی رزمین پر" کے عنوان سے شایع ہوا تھا۔ اس پر ڈیٹر صاحب اہلحدیث نے اپنی عادت قدیم سے بور ہو کر چند لغو اور بے بنیاد اعتراضات کئے ہے۔ جن کا ماحصل صرف یہ تھا کہ زلزلۂ عظیمہ کے متعلق جو پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تھی۔ اس کے متعلق آپ نے براہین حصہ پنجم لکھدیا تھا کہ یہ پیشگوئی میری زندگی اور میرے ملک اور میرے ہی فائدے کے لئے ظہور میں آئے گی۔ پس موجودہ خوفناک زلزلہ جو مملکت جاپان کی تباہی کا موجب ہوا ہے۔ ہرگز ہرگز زلزلۂ عظیمہ والی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ اس کے جواب میں الفضل مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۳ء میں اس بات کو نہایت سادہ اور صاف الفاظ میں واضح کر دیا گیا تھا کہ الفضل نے کب زلزلۂ جاپان کو زلزلۂ عظیمہ والی اس پیشگوئی کے ساتھ بیان کیا ہے اس مضمون میں جس پیشگوئی کا ذکر ہے وہ الوصیت میں درج ہے اور وہ کسی اور زلزلہ کے متعلق ہے۔ نہ کہ اس زلزلۂ عظیمہ کے متعلق جس کا ذکر حضرت اقدس نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں کیا ہے۔ اور جس کے متعلق آپ نے حقیقۃ الوحی میں لکھدیا ہوا ہے۔ کہ اس زلزلہ کو خدا تعالیٰ نے کسی اور وقت پر ٹالدیا ہے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب کا عالی دماغ جس کے زعم پر وہ حضرت اقدس کی کتب کو یاد کرنے کا دعوےٰ کیا کرتے ہیں۔ کیوں اتنا پراگندہ ہو گیا۔ کہ ان میں ہماری صاف تحریر کو سمجھنے کی بھی اہلیت نہ رہی۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اہلحدیث مورخہ ۲ نومبر میں پھر انہوں نے چند ایسے لغو اعتراضات کئے ہیں جن سے عیاں ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب نے ہمارے مضمون کو سمجھا ہی نہیں۔ اس میں دراصل ان کے دماغ کا اتنا قصور نہیں۔ جتنا ان کی ذات کا۔ کیونکہ وہ محض سادہ لوح لوگوں کی دھوکہ دہی کے لئے ہمارے صحیح جوابات کو بھی لوگوں کے سامنے بالکل الٹ پلٹ بیان کیا کرتے ہیں۔ مگر ان کو یہ وہم دل سے نکال ڈالنا چاہیئے۔ کہ وہ اس قسم کے فریبوں سے حق پسند لوگوں کو خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت سے محروم کر دینگے۔ ان کی کیا ہستی اور کیا طاقت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے قایم کردہ سلسلہ کو ذرہ بھر بھی گزند پہنچا سکیں۔ ان کی یہ مخالفت تو ایک کھاد ہے جو ہماری جماعت کی شادابی کے لیئے خدائے برتر نے پیدا کی ہے۔ گو ظاہری طور پر عام کھاد کی طرح وہ بھی ایک گندی اور ناپاک چیز معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں اپنے اندر سر سبزی اور ترقی کا مادہ رکھتی ہے جیسا کہ عملی طور پر یہ بات عوام کی نظروں سے مخفی نہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی مخالفت نے نہ صرف ہمارے سلسلہ کا کچھ بگاڑا نہیں بلکہ اس کے ذریعہ ایسی ایسی جگہ احمدیت پہنچی ہے۔ جہاں ہمارے ذریعہ نہ پہنچی تھی۔ اور ان لوگوں کو ہمارے خلاف تحریریں پڑھ کر احمدیہ لٹریچر کو بھی پڑھنے کا خیال پیدا ہوا۔ اور بالآخر وہ احمدی ہو گئے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب حق کی حمایت میں ہماری مخالفت کر رہے تھے تو چاہیئے تھا۔ کہ خدا تعالیٰ انکی مدد کرتا۔ اور جماعت احمدیہ کو ترقی نہ کرنے دیتا لیکن اسکے مقابلہ میں جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے وہ دنیا کے لیئے اظہر من الشمس ہے۔ جب مولوی صاحب نے ہماری مخالفت شروع کی تھی اسوقت جماعت کے لوگوں کی تعداد اتنی قلیل تھی۔ کہ وہ انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے۔ لیکن آج انکی مخالفت کا نتیجہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں اور ہم ہی نہیں بلکہ دوسرے لوگ بھی دیکھ رہے ہیں۔ اور خود مولوی صاحب بھی دیکھ رہے ہیں کہ بفضل خدا ہماری جماعت کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ اور دن بدن ترقی کر رہی اور زور و شور سے بڑھ رہی ہے۔ یہ چند الفاظ مولوی صاحب کی بیجا تعلّیوں اور بیہودہ سرائیوں کے متعلق لکھنے کے بعد ذیل میں ہم انکی عقل پر افسوس کرتے ہوئے۔ اس بات کو پھر بوضاحت بیان کرتے ہیں کہ الفضل میں زلزلہ جاپان کے تذکرہ میں جو پیشگوئی بیان کی گئی ہے وہ زلزلۂ عظیمہ کی پیشگوئی کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں رکھتی۔ اور نہ الفضل نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ زلزلۂ جاپان زلزلۂ عظیمہ والی پیشگوئی کے مطابق آیا ہے بلکہ الفضل نے جو عبارت پیشگوئی کی لکھی تھی وہ الوصیت کی ہے اور زلزلہ کے متعلق ہے۔ نہ کہ زلزلۂ عظیمہ کے متعلق۔ اس وضاحت اور تشریح کے باوجود بار بار بیہودہ اعتراض کرنا دھوکا دہی اور ہمارے صحیح جوابات سے تنگ آکر جھوٹے حیلے بنانا نہیں تو اور کیا ہے۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ "ہمارا کہنا۔ کہ براہین احمدیہ میں زلزلۂ عظیمہ والی پیشگوئی الگ ہے۔ سو کسی بابت ہم

دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ ایسا کہنے والا دھوکا خوردہ ہے یا دھوکا خور۔ براہین احمدیہ میں زلزلہ عظیمہ کی بابت کوئی پیشگوئی نہیں۔ سچے ہو تو بحوالہ صفحہ اسکو نقل کرو۔ یاد رہے کہ براہین احمدیہ میں جو کچھ ہے۔ وہ اہلحدیث سے مخفی نہیں۔ مگر ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ مجیب اپنے دعوے کے مطابق براہین سے وہ الفاظ نقل کرے۔ براہین سے زلزلہ جاپان کی بابت ثبوت دینے والے کو یکصد چہرہ دار انعام دیں گے۔ جو منظوری آنے پر امپیریل بنک میں جمع کرا دیا جائے گا" (اہلحدیث مورخہ ۲ نومبر ۱۹۲۳ء)

اس سوال کے پہلے حصہ میں تو استفسار کیا گیا ہے کہ براہین احمدیہ میں زلزلہ عظیمہ والی پیشگوئی کا اگر ذکر ہے تو اسکا حوالہ دیا جائے۔ اور اسبات سے قطعی طور پر انکار کیا ہے۔ کہ براہین احمدیہ میں زلزلہ عظیمہ والی پیشگوئی کا ذکر ہی نہیں۔ حالانکہ اسکا پہلا ثبوت خود ایڈیٹر صاحب نے اپنے مضمون بعنوان "قادیانی نبی کی برکت جاپان میں" جو کہ ۵ اکتوبر کے اہلحدیث میں شائع ہوا تھا صاف الفاظ میں دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"اس زلزلہ کا وقت اور مقام کیا ہے۔ ہم کو ضرورت نہیں کہ اسکے متعلق ہم خود کچھ کہیں جبکہ صاحب الہام کے الفاظ موجود ہیں۔ سنئے جناب مرزا صاحب۔ ہاں مسیح موعود ہاں مہدی مسعود۔ ہاں کرشن جی مہاراج فرماتے ہیں۔ اب ذرا کان کھول کر سن لو۔ کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیشگوئی ہے۔ اسکو ایسا خیال کرنا۔ کہ اسکے ظہور کی کوئی بھی حد مقرر نہیں کی گئی۔ یہ خیال سراسر غلط ہے کہ جو محض قلت تدبر اور کثرت تعصب اور جلد بازی سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ یہ پیشگوئی میری زندگی میں۔ اور میرے ہی ملک اور میرے ہی فائدہ کے لیے ظہور میں آئے گی" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷)

اس کے متعلق زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں۔ ایڈیٹر صاحب نے زلزلہ عظیمہ والی پیشگوئی کا خود ہی حوالہ درج کیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یہ مطالبہ دروغ گو را حافظہ نباشد کا مصداق بن گیا ہے۔ اپنے ان الفاظ میں جس پیشگوئی کا ذکر کیا ہے۔ وہی زلزلہ عظیمہ والی پیشگوئی ہے۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ وہ الفاظ براہین احمدیہ کے صفحہ ۱۲۰ پر ہیں جہاں نظم کی صورت میں زلزلہ عظیمہ والی پیشگوئی کے متعلق ذکر ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک طویل نظم کے آخری تیرہ (۱۳) اشعار میں اس پیشگوئی کو مع اسکی تمام تفصیلات کے اس طرح شروع فرماتے ہیں ؎

اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر اور مرغزار

کیا اب بھی مولوی صاحب یہ اعتراض کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ کہ براہین احمدیہ میں زلزلہ عظیمہ کا ذکر ہی نہیں۔

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث نے اپنے اس مضمون میں یکصد روپیہ انعام اسبات کے لیے رکھا ہے۔ کہ اگر ہم یہ ثابت کر دیں کہ براہین احمدیہ والی پیشگوئی زلزلہ جاپان کے متعلق ہے تو ان سے انعام حاصل کریں۔ ایڈیٹر صاحب نے انعام رکھنے میں تو بہت فراخدلی سے کام لیا ہے لیکن ان کے انعام کی مثال بعینہ اس طرح ہے۔ کہ کوئی جاہل شخص کسی آدمی کے لیے جو زمین کے گول ہونیکا دعویٰ کرتا ہو بہت سا انعام بدیں غرض رکھدے کہ اگر تم زمین کو چپٹی ثابت کر دو تو تمہیں انعام دیا جاویگا حالانکہ اس نادان کو جاننا چاہیے۔ کہ جب اس شخص کا یہ دعویٰ ہی نہیں کہ زمین چپٹی ہے تو وہ کیوں یہ ثابت کرے کہ زمین گول نہیں بلکہ چپٹی ہے۔ ہاں مولوی صاحب جیسا عالم انسان انعام کی خاطر اپنے اصلی دعوے کو چھوڑ کر جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ تو کوئی تعجب نہیں۔ ہمارا تو سارا زور ہی اسبات پر ہے کہ زلزلہ جاپان براہین احمدیہ والی پیشگوئی کے ساتھ چسپاں نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ہم نے اپنے گذشتہ مضمون میں اسکے متعلق لکھا تھا۔

"الحکم میں جو الفاظ زلزلہ کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ وہ الوصیت کے ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ اس پیشگوئی کو زلزلہ عظیمہ والی پیشگوئی کے ساتھ کیوں چسپاں کیا ہے" (الفضل ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۳ء)

لیکن مولوی صاحب ہیں کہ کسی کی نہیں سنتے اور یہی کہتے چلے جا رہے ہیں۔ کہ یکصد روپیہ انعام اس شخص کو دی[illegible] جو یہ ثابت کر دے کہ زلزلہ جاپان براہین احمدیہ والی پیش[illegible] کے ساتھ چسپاں ہو سکتا ہے۔

ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ یکصد روپیہ انعام اس شخص [illegible] دیا جاویگا۔ جو ہمارے پچھلے مضمون سے یہ ثابت کر دے کہ ہم زلزلہ جاپان کو زلزلہ عظیمہ والی پیشگوئی کے سا[illegible] جسکا ذکر براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ہے چسپاں کرتے ہیں [illegible] دعوے کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ کوئی یہ ثابت نہیں کر سک[illegible] ایسی حالت میں ہماری طرف ایک غلط بات منسوب کر[illegible] اسپر انعام رکھنا کسقدر بیہودگی اور دھوکا دہی ہے۔

ہم نے اپنے ۲۳۔ اکتوبر کے مضمون میں جو یہ لکھا [illegible] مسیح موعود کی اپنی زندگی میں جس زلزلہ کے آنے کا ذکر تھا۔ اس[illegible] تاخیر ڈالدی گئی تھی۔ اور اسکو بدلائل ثابت کیا تھا۔ [illegible] متعلق ایڈیٹر صاحب اہلحدیث لکھتے ہیں۔

"زلزلہ عظیمہ کے متعلق جو تاخیر کئے جانے کا حکم تھا۔ صرف اتنا تھا کہ کچھ مدت کے لیے تاخیر ہو جائے۔ لیکن یہ مطلب نہیں کہ اس میں اتنی تاخیر کی جاوے گی کہ وہ [illegible] حضرت صاحب کی زندگی کے بعد آئے گا۔ چنانچہ لکھا[illegible] "ہمیں شک نہیں کہ جو عبارت تم نے بتائی ہے۔ حو[illegible] مذکور صحیح ہے۔ مگر اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ [illegible] عظیمہ موعودہ الہامیہ مرزا صاحب کی موت کے بعد [illegible] ہمارے اس دعوے کی دلیل خود مرزا صاحب کا الہام ہے حقیقة الوحی میں بصفحہ ۹۷ موجود ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں اریک زلزلة الساعة (خدا فرماتا ہے میں تجھے (مرزا) زلزلہ مشابہ قیامت دکھاؤنگا۔ جب دکھانے[illegible] وعدہ ہے۔ تو جتنی اس میں تاخیر ہوگی۔ وہ اسقدر ہوگی کہ مرزا صاحب کی زندگی میں آجائے۔ اور مرزا صاحب اسے دیکھ لیں" (اہلحدیث ۱۶ نومبر ۱۹۲۳ء)

مگر یہ ایڈیٹر صاحب کی مزید دھوکا دہی ہے۔ کیونکہ جو الہا[illegible] (اریک زلزلة الساعة) والا انہوں نے بیان کیا ہے وہ تاخیر والے الہام سے پہلے کا ہے۔ چنانچہ یہ الہام حقیقة الوحی کے صفحہ ۹۷ پر ہے۔ اور تاخیر والا صفحہ ۱۰۰ پر۔ اور یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ جو بات پیچھے بیان کی جا[illegible] وہی ہمیشہ پہلی بات کو منسوخ کر سکتی ہے نہ کہ پہلی بات

دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ ایسا کہنے والا دھوکا خوردہ ہے یا
دھوکا خور۔ براہین احمدیہ میں زلزلہ عظیمہ کی بابت کوئی
پیشگوئی نہیں۔ سچے ہو تو بحوالہ صفحہ اسکو نقل کرو۔ یاد
رہے کہ براہین احمدیہ میں جو کچھ ہے۔ وہ اہلحدیث سے
مخفی نہیں۔ مگر ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ مجیب اپنے دعوے
کے مطابق براہین سے وہ الفاظ نقل کرے۔ براہین سے
زلزلہ جاپان کی بابت ثبوت دینے والے کو یکصد چہرہ دار
انعام دیں گے۔ جو منظوری آنے پر امپیریل بنک میں جمع
کرادیا جائے گا۔" (اہلحدیث مورخہ ۲ نومبر ۱۹۲۳ء)

اس سوال کے پہلے حصہ میں تو یہ استفسار کیا گیا ہے۔ کہ
براہین احمدیہ میں زلزلہ عظیمہ والی پیشگوئی کا اگر ذکر
ہے تو اسکا حوالہ دیا جائے۔ اور اسبات سے قطعی طور پر انکار
کیا ہے۔ کہ براہین احمدیہ میں زلزلہ عظیمہ والی پیشگوئی کا
ذکر ہی نہیں۔ حالانکہ اسکا پہلا ثبوت خود ایڈیٹر صاحب نے
اپنے مضمون بعنوان "قادیانی نبی کی برکت جاپان میں"
جو کہ ۱۵ اکتوبر کے اہلحدیث میں شائع ہوا تھا صاف الفاظ
میں دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"اس زلزلہ کا وقت اور مقام کیا ہے۔ ہم کو ضرورت نہیں
کہ اسکے متعلق ہم خود کچھ کہیں جبکہ صاحب الہام کے الفاظ
موجود ہیں۔ سنئے جناب مرزا صاحب۔ ہاں مسیح موعود
ہاں مہدی مسعود۔ ہاں کرشن جی مہاراج فرماتے ہیں۔
اب ذرا کان کھول کر سن لو۔ کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو
میری پیشگوئی ہے۔ اسکو ایسا خیال کرنا۔ کہ اسکے ظہور کی
کوئی بھی حد مقرر نہیں کی گئی۔ یہ خیال سراسر غلط ہے کہ جو
محض قلت تدبر اور کثرت تعصب اور جلد بازی سے پیدا
ہوا ہے۔ کیونکہ بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے۔
کہ یہ پیشگوئی میری زندگی میں۔ اور میرے ہی ملک اور میرے
ہی فائدہ کے لیئے ظہور میں آئے گی۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ
حصہ پنجم صفحہ ۹۷)

اس کے متعلق زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں۔ ایڈیٹر صاحب
نے زلزلہ عظیمہ والی پیشگوئی کا خود ہی حوالہ درج کیا ہوا
معلوم ہوتا ہے۔ یہ مطالبہ دروغ گورا حافظہ نباشد
کا مصداق بن گیا ہے۔ اپنے ان الفاظ میں جس پیشگوئی
کا ذکر کیا ہے۔ وہی زلزلہ عظیمہ والی پیشگوئی ہے۔ جو
براہین احمدیہ میں درج ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ وہ الفاظ براہین احمدیہ کے
صفحہ ۱۲۰ پر ہیں جہاں نظم کی صورت میں زلزلہ عظیمہ والی
پیشگوئی کے متعلق ذکر ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام ایک طویل نظم کے آخری تیرہ ۱۳ اشعار میں
اس پیشگوئی کو مع اسکی تمام تفصیلات کے اس طرح
شروع فرماتے ہیں۔

اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر اور مرغزار

کیا اب بھی مولوی صاحب یہ اعتراض کرنے کی جرأت کر سکتے
ہیں۔ کہ براہین احمدیہ میں زلزلہ عظیمہ کا ذکر ہی نہیں۔

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث نے اپنے اس مضمون میں یکصد
روپیہ انعام اسبات کے لیئے رکھا ہے۔ کہ اگر ہم یہ ثابت
کردیں کہ براہین احمدیہ والی پیشگوئی زلزلہ جاپان کے
متعلق ہے تو ان سے انعام حاصل کرلیں۔ ایڈیٹر صاحب نے
انعام رکھنے میں تو بہت فراخ دلی سے کام لیا ہے لیکن
ان کے انعام کی مثال بعینہ اس طرح ہے۔ کہ کوئی جاہل
شخص کسی آدمی کے لیئے جو زمین کے گول ہونیکا دعوی
کرتا ہو بہت سا انعام اس غرض سے رکھدے کہ اگر تم
زمین کو چپٹی ثابت کردو تو تمھیں انعام دیا جاویگا
حالانکہ اس نادان کو جاننا چاہیئے۔ کہ جب اس شخص
کا یہ دعوی ہی نہیں کہ زمین چپٹی ہے تو وہ کیوں یہ
ثابت کرے کہ زمین گول نہیں بلکہ چپٹی ہے۔ ہاں
مولوی صاحب جیسا عالم انسان انعام کی خاطر اپنے
اصل دعوے کو چھوڑ کر جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی
کوشش کرے۔ تو کوئی تعجب نہیں۔ ہمارا تو سارا زور
ہی اسبات پر ہے کہ زلزلہ جاپان براہین احمدیہ والی
پیشگوئی کے ساتھ چسپاں نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ ہم نے
اپنے گذشتہ مضمون میں اسکے متعلق لکھا تھا۔

"الحکم میں جو الفاظ زلزلہ کے متعلق لکھے گئے ہیں۔
وہ الوصیت کے ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ اس پیشگوئی
کو زلزلہ عظیمہ والی پیشگوئی کے ساتھ کیوں چسپاں
کیا ہے۔" (الفضل ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۳ء)

لیکن مولوی صاحب ہیں کہ کسی کی نہیں سنتے اور یہی کہتے
چلے جارہے ہیں۔ کہ یکصد روپیہ انعام اس شخص کو دیں
جو یہ ثابت کردے کہ زلزلہ جاپان براہین احمدیہ والی پیش
کے ساتھ چسپاں ہوسکتا ہے۔

ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ یکصد روپیہ انعام اس شخص
دیا جاویگا۔ جو ہمارے پچھلے مضمون سے یہ ثابت کرد
کہ ہم زلزلہ جاپان کو زلزلہ عظیمہ والی پیشگوئی کے سا
جسکا ذکر براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ہے چسپاں کرتے ہیں۔
دعوے کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ کوئی یہ ثابت نہیں کرسک
ایسی حالت میں ہماری طرف ایک غلط بات منسوب کر
اسپر انعام رکھنا کسقدر بیہودگی اور دھوکا دہی ہے۔

ہم نے اپنے ۲۳ اکتوبر کے مضمون میں جو یہ لکھا
مسیح موعود کی اپنی زندگی میں جس زلزلہ کے آنے کا ذکر تھا۔ اس
تاخیر ڈالدی گئی تھی۔ اور اسکو بدلائل ثابت کیا تھا۔
متعلق ایڈیٹر صاحب اہلحدیث لکھتے ہیں۔

"زلزلہ عظیمہ کے متعلق جو تاخیر کیئے جانے کا حکم تھا
صرف اتنا تھا کہ کچھ مدت کے لیئے تاخیر ہوجائے۔ لیکن
یہ مطلب نہیں کہ اس میں اتنی تاخیر کی جاوے گی کہ یہ ز
حضرت صاحب کی زندگی کے بعد آئے گا۔ چنانچہ لکھا
"ہمیں شک نہیں کہ جو عبارت تم نے بتائی ہے۔ وہ
مذکور صحیح ہے۔ مگر اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ
عظیمہ موعودہ الہامیہ مرزا صاحب کی موت کے بعد
ہمارے اس دعوے کی دلیل خود مرزا صاحب کا الہام ہے حقیقۃ
الوحی میں بصفحہ ۲۷ موجود ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں
اریک زلزلة الساعة (خدا فرماتا ہے میں تجھ
(مرزا) زلزلہ مشابہ قیامت دکھاؤں گا۔ جب دکھانے
وعدہ ہے۔ تو جتنی اس میں تاخیر ہوگی۔ وہ اسقدر ہوگی
کہ مرزا صاحب کی زندگی میں آجائے۔ اور مرزا صاحب
اسے دیکھ لیں۔" (اہلحدیث ۹ نومبر ۱۹۲۳ء)

مگر یہ ایڈیٹر صاحب کی مزید دھوکا دہی ہے۔ کیونکہ جو الہا
(اریک زلزلة الساعة) والا انھوں نے بیان کی
وہ تاخیر والے الہام سے پہلے کا ہے۔ چنانچہ یہ الہام
حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۷ پر ہے۔ اور تاخیر والا صفح
۱۰۰ پر۔ اور یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ جو بات پیچھے بیان کی جا
وہی ہمیشہ پہلی بات کو منسوخ کرسکتی ہے نہ کہ پہلی بات

پچھلی بات کو منسوخ کیا کرتی ہے۔

ایڈیٹر صاحب آپ کی یہ باتیں سادہ لوح لوگوں اور متعصب ملّاؤں کے دلوں کو ہی اپنا گرویدہ بنا سکتی ہیں۔ سمجھدار انسان آپ کے چکر میں نہیں آسکتے

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث نے ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے۔ کہ جاپان میں جب سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ ہی نہیں پہنچی۔ تو ان بے گناہ لوگوں پر عذاب آنے کی کیا وجہ ہے۔

اس کے جواب میں ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جاپان میں ہماری تبلیغ پہنچ چکی ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ کئی سال تک ہمارا رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی جاپان کی مختلف لائبریریوں اور بڑی بڑی انسٹیٹیوشنز میں جاتا رہا ہے۔

آخر میں ہم پھر مولوی صاحب کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ ان کے مکروں اور مخالفت سے ہمارا تو کچھ بگڑ نہیں سکتا۔ البتہ ان کی جہالت اور نا سمجھی دنیا پر ضرور ظاہر ہو رہی ہے۔ ؎

ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے

خاکسار۔ نثار احمد از قادیان

رپورٹ احمدیہ ٹورنامنٹ

۲۹ نومبر تا ۲ دسمبر ۲۳ء

حسب منشاء حضرت اقدس ناظر صاحب امور عامہ نے ایک کمیٹی انتظام ٹورنامنٹ کے لیئے تجویز کر کے ٹورنامنٹ جاری کرنے کے لیئے ہدایت فرمائی۔ اس کمیٹی کے صدر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ اور سکرٹری یہ خاکسار مقرر ہوئے۔ ممبران کمیٹی مختلف ٹیموں کے قائم مقام تجویز ہوئے۔ مدرسہ احمدیہ اور مدرسہ ہائی کے قائم مقام ان کے ہیڈ ماسٹر صاحبان تجویز ہوئے اور دوسری ٹیموں میں سے ایک ٹیم محض اولڈ بوائز ہائی سکول کی تجویز ہوئی جس کے قائم مقام حضرت مرزا شریف احمد صاحب تجویز ہوئے۔ اور دوسری ٹیم جنٹلمین اور مدرسہ احمدیہ کے اولڈ بوائز کی مقرر ہوئی جس کے قائم مقام خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب قرار پائے۔

اس کمیٹی نے طے کیا کہ جب تک سرکاری ٹورنامنٹ پھر شروع نہیں ہوتے ہر سال اپریل اور نومبر میں ٹورنامنٹ ہوا کرے۔

ہر ٹیم کے لیئے ضروری قرار دیا کہ وہ ٹورنامنٹ میں داخل ہونے کے لیئر مبلغ عہ ۵ [illegible] ادا کرے۔

فٹ بال۔ ہاکی۔ رسہ کشی کے لیئے چار ٹیمیں تجویز ہوئیں۔ مدرسہ احمدیہ ہائی سکول۔ اولڈ بوائز ہائی سکول۔ اولڈ بوائز مدرسہ احمدیہ و جنٹلمین

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے نہایت لطف و نوازش سے ٹورنامنٹ میں شرکت قبول فرمائی۔

۲۔ عام طور پر اس ٹورنامنٹ سے ایک شوق اور دلچسپی لوگوں میں پیدا ہو گئی جس میں آئندہ بہت ترقی کی امید ہے۔

۳۔ ہر دو سکولوں نے خاص طور پر دلچسپی کا اظہار کیا طلباء و اُستاد برابر انتظام میں مدد دیتے رہے

۴۔ پروگرام کے مطابق عام طور پر کھیل کھیلے گئے

۵۔ فٹ بال اور ہاکی میچس کے فائنل نہایت دلچسپی کے ساتھ کھیلے گئے۔

۶۔ پارٹی اور تقسیم انعامات کے انتظام کو نہایت قلیل وقت میں خانصاحب عبد اللہ خانصاحب نے سرانجام دیا۔

۷۔ ریفری اپنے اپنے وقت پر پہنچتے رہے لیکن سب سے محنت اور احتیاط سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے ریفری شپ کا کام انجام دیا باوجود جملہ دیگر انتظامات میں بھی حصہ لینے کے آپ تمام اہم کھیلوں میں ریفری ہوتے رہے۔

۸۔ ٹورنامنٹ کے مقرر کردہ انعامات کے علاوہ اور بھی بہت سے انعامات احباب نے بطور سپیشل پرائزز کے عنایت فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تقسیم انعامات کے وقت ہائی سکول کے ہال میں ایک دلچسپ تقریر فرمائی۔ اور اپنے دست مبارک سے حسب ذیل ٹیموں کو انعام تقسیم کیئے۔

۱۔ کرکٹ فرسٹ پرائز۔ ہائی سکول۔ ایک چیلنج کپ دیا گیا اور پھر نقدی کی صورت میں انعام۔

۲۔ والی بال۔ مدرسہ احمدیہ و اولڈ بوائز احمدیہ انعام نقدی کی صورت میں۔

۳۔ فٹ بال۔ ہائی سکول ایک چیلنج کپ اور نقدی

ہاکی۔ مدرسہ احمدیہ۔ ایک چیلنج کپ اور نقدی

رسہ کشی اولڈ بوائز ہائی سکول۔ نقد انعام۔

دیگر کھیلوں میں اول اور دوم رہنے والے اصحاب کو بھی حضور نے انعام دیئے۔

ٹینس حضرت میاں بشیر احمد صاحب رحیم بخش

گیند پھینکنا۔ عبد العزیز مدرسہ احمدیہ اول محمد شفیع مدرسہ ہائی دوم

کودنا۔ نصیر الدین جنٹلمین اول محمد یعقوب ہائی سکول دوم

ایک میل کی دوڑ۔ محمد یعقوب ہائی سکول اول یعقوب علی اولڈ بوائے

گولا پھینکنا۔ شیخ فضل کریم صاحب اولڈ بوائے ہائی سکول اول چودھری علی محمد صاحب دوم

رکاوٹ والی دوڑ فضل کریم اول فیروز الدین پٹواری دوم

سو گز کی دوڑ۔ ڈاکٹر عبد الرحیم اولڈ بوائے نمبر اول عبد الکریم جہلمی مدرسہ احمدیہ دوم

ہوائی بندوق کا نشانہ۔ حضرت میاں شریف احمد صاحب اول مولوی عبد المغنی دوم

اونچا کودنا۔ ڈاکٹر عبد الرحیم اولڈ بوائے اول ہادی علی خاں دوم اولڈ بوائے (لمبی چھلانگ لگانا)۔ شیخ فضل کریم صاحب اولڈ بوائے اول۔ ڈاکٹر عبد الرحیم اولڈ بوائے دوم

مجاہدین علاقہ ارتداد کو اطلاع

۱۵ر دسمبر کو مجاہدین کا جو وفد علاقہ ارتداد میں روانہ ہوگا اس میں جانے والے احباب کو بذریعہ خطوط اطلاع دی جا چکی ہے۔ وہ اپنی روانگی کے متعلق جلدی ہی اطلاع دیں۔

مرزا شریف احمد ناظر انسداد ارتداد

محمود جیسا مقدس امام

ہمیں عطا کیا ہے جس کی توجہ سے معجز ازکام ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ہم سب لوگ سجدہ میں جھک جائیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود کو دیکھا ہے۔ کہ جب کوئی خوشی کی بات ہوتی۔ تو آپ سجدہ کرتے۔ میں بھی اس وقت سجدہ کرتا ہوں۔ آپ لوگ بھی سجدہ میں جھک جائیں۔

اس تقریر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی۔ جناب مفتی صاحب اور تمام احباب جو مسجد میں موجود تھے سجدہ میں جھک گئے۔ سجدہ سے اٹھنے پر جناب مفتی صاحب حضور سے مصافحہ کر کے اپنے گھر تشریف لے گئے۔

جناب مفتی صاحب کا لباس

یہ تھا۔ آپ لمبا سیاہ کوٹ پہنے اور سبز عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ تبلیغ کے لئے روانگی کے وقت آپ نے اپنے لباس کے متعلق ایک تقریر میں کہا تھا کہ

”میں ولایت اسلئے نہیں جارہا۔ کہ وہاں کے رہنے والوں کی تقلید کروں۔ بلکہ اسلئے جارہا ہوں کہ ان کو اپنی تقلید کراؤں۔ اسلئے میں وہاں بھی پہنوں گا جو یہاں پہنتا ہوں۔ اور ہیٹ کی بجائے پگڑی ہی رکھوں گا۔ ہاں اسقدر کرونگا کہ یہاں جو پتلون نما پاجامہ پہنتا ہوں۔ اسکے بجائے پتلون ہی پہن لوں گا“

اس اقرار کو آپ نے حرف بحرف پورا کیا۔ اور کسی ملک اور کسی موسم میں بھی آپ نے اپنا عمامہ ہیٹ سے نہ بدلا۔ خدا کے فضل سے

جناب مفتی صاحب کی صحت

اچھی ہے۔ ڈاڑھی بالکل سفید ہے۔ آپ کے چہرہ کی نورانیت اور لبوں کی مسکراہٹ پہلے سے بھی زیادہ نمایاں اور فرحت بخش ہے۔ آواز اور طرز گفتگو میں بھی زیادہ حلاوت اور شیرینی محسوس ہوتی ہے۔ ممکن ہے اس احساس کی وجہ اتنے عرصہ کے بعد ملاقات کرنا بھی ہو۔ لیکن اصل میں اس

عظیم الشان مجاہدہ کا اثر

ہے جو جناب مفتی صاحب نے خدا تعالیٰ کی راہ میں کیا۔ جناب موصوف ۱۰ مارچ ۱۹۱۷ء کو قادیان سے ان ایام میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے

بعزم لندن روانہ

ہوئے تھے جبکہ جنگ عظیم نہایت زوروں پر تھی۔ اور سمندر کا سفر جان پر کھیلنا تھا۔ روزانہ کئی جہاز غرق آب ہوتے اور سینکڑوں انسان لقمۂ اجل بنتے تھے۔ لیکن چونکہ آپ کے نحیف و ناتواں جسم میں ایسا قوی دل تھا جو محبت الٰہی سے سرشار تھا۔ اور ایسا قوی قلب تھا۔ جو اشاعت اسلام کے لئے بیتاب تھا۔ اسلئے جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مہم عظیم کے لئے آپ کو منتخب فرمایا تو آپ نے ایک لمحہ کے لئے بھی کسی قسم کے خطرہ اور خوف کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دیا۔ اور فوراً روانہ ہو گئے۔ آخر خدا تعالیٰ نے ان خطرات کے ایام میں آپ کو صحیح و سلامت منزل مقصود پر پہنچایا۔ جہاں آپ نے ایسے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ کہ جو ہمارے لئے اور نہ صرف ہمارے لئے بلکہ ہماری آئندہ نسلوں کے لئے باعث صد ناز و فخر ہیں اور احمدیت کی تاریخ کے صفحات پر آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ انگلینڈ میں چند سال کے قیام کے بعد آپ کو

امریکہ میں جانے کا حکم

ہوا۔ اور آپ وہاں روانہ ہو گئے۔ امریکہ کے ممالک میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے کامیابی اور کامرانی نے آپ کے قدم چومے۔ اور آپ نے وہاں اسلام کی ایسی خدمت کی۔ جس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ اس وقت آپ کے کارناموں کے ذکر کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ ان کے لئے بہت سے صفحات کی ضرورت ہے۔ لیکن اس قدر ضرور کہا جائیگا۔ کہ

آپ کے کارنامے قطعاً بے نظیر ہیں

اور جسقدر عرصہ آپ نے تن تنہا اشاعت اسلام کیلئے غیر ممالک میں گزارا ہے۔ وہ بالکل پہلی مثال ہے۔ خدا آپ کے نقش قدم پر چلنے کی ہماری جماعت کے دوسرے لوگوں کو بھی توفیق دے۔ اور آپ نے جو حق و صداقت کا بیج دنیا کے دور دراز ممالک میں بویا ہے اُسے اپنے فضل و رحمت کی بارش سے اُگائے اور بارآور کرے۔ آمین

”الفضل“ تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے آپ کی خدمت میں اس عظیم الشان اور بے نظیر مجاہدہ کے متعلق

ہدیہ تہنیت و تبریک

پیش کرتا ہے۔ اور آپ کے اولوالعزمانہ کارناموں پر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت اقدس میں مبارکباد

عرض کرتا ہے۔ کہ حضور کی نظر انتخاب نے آپ جیسے فدائی وجود کو اس کام کیلئے منتخب فرمایا۔ اور اپنی ہیم شبانہ روز اور مفید مشوروں سے امداد فرماتے رہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اسقدر کامیابی اور کامرانی حاصل ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے بخیر و عافیت حضور کی خدمت میں پہنچایا۔ حضور کو اپنے اس

فتح نصیب اور کامیاب جرنیل

کو دیکھ کر جسقدر خوشی اور مسرت حاصل ہوئی اسکا اندازہ کرنا ناممکن ہے۔ اور ہم جناب مفتی صاحب کو مکرر مبارکباد کہتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ کہ انکی خوش قسمتی اور خوش نصیبی میں کسکو شک ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو انکو خدمت اسلام کا ایسا بے نظیر موقع نصیب ہوا جس سے فائدہ اُٹھا کر وہ کامیاب اور بامراد واپس آئے ہیں۔ اور دوسری طرف انکو ایسا بخشنے والا آقا ملا ہے۔ جو اپنے خدام پر اسقدر مہربان ہے۔ کہ جسکا اندازہ صرف وہی انسان لگا سکتا ہے جسے خدا تعالیٰ آپ کی شفقت اور نوازش کے حصول کے قابل بنائے۔

الٰہی ہم سبکو اس قابل بنا۔ کہ ہم تیری راہ میں فدا ہو کر تیرے محبوب کی خوشنودی مزاج حاصل کر سکیں۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا۔)